لکھنؤ
تعمیر حیات
پندرہ روزہ
مجلس صحافت ونشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جلد نمبر ۲۴ | ۲۰ ردسمبر ۱۹۸۶ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ | شمارہ نمبر ۴

اداریہ

شمس الحق ندوی

مانگنے والا گدا ہے صدقہ مانگے یا جہیز!

مسلمانو! یا یوں کہئے کہ شریعت اسلام میں ازدواج ایک مقدس رشتہ ہے، جس کے ذریعہ دو الگ الگ خاندانوں کے دو فرد ہمیشہ کے لئے یک جان دو قالب بن جاتے ہیں، خالق کائنات کا ارشاد ہے "وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَرَحْمَۃً" تم دونوں کے مابین محبت وہمدردی پیدا کر دیا، تم دونوں کا جڑنا اور اسلامی آداب کے سانچے میں گھل مل کر ایک ہو جانا خدا ہی نام پر ہوتا ہے اس لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں خدا کا پورا دھیان رکھو کہ وہ تمہارے ایک ایک سلوک اور برتاؤ سے واقف ہے، تمہاری کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، ارشاد ہوا "واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا" (اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت برآری کا ذریعہ بناتے ہو، ڈرو، اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے)

اس مقدس رشتہ کو جوڑتے وقت بھی اس کا دھیان اور خیال رکھو کہ اس کا مطلوب ومقصود کیا ہے اور جڑنے کا طریقہ کتنا آسان ہے، دو خاندانوں کے دو جگر گوشے مل کر ایک نئے خاندان کی داغ بیل ڈال رہے ہیں، ان دونوں میں جتنی یگانگت انس ومحبت، ایک دوسرے کے حقوق کا پاس ولحاظ، اپنی اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ سے نبھانے کا جذبہ وشعور ہوگا، اتنا ہی پاکیزہ، ستھرا اور خدا ورسول کی نظر میں پسندیدہ خاندان وجود میں آئے گا اور اس میں جتنی کمی ہوگی اسی کے تناسب سے یہ خاندان بھی شر وفساد، پامالئ حقوق اور انتشار وخلفشار کا مرقع ہوگا، اس سلسلہ میں یوں تو بہت کچھ عرض کیا جا سکتا ہے، لیکن فی الوقت میں جس خاص پہلو کی طرف اپنے قارئین ہی کو نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ ہندیہ کے ہر فرد کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ ہے شادی وخانہ آبادی کو سودا بازی وخانہ خرابی میں تبدیل کر دینے کا بڑھتا ہوا تباہ کن رجحان جو جہیز کی شکل میں ہمارے معاشرہ کو اپنے مضبوط جبڑوں میں کستا جا رہا ہے۔ خدا ورسول نے اس لعنت سے دور رہنے کے بارے میں اس کی نحوست وبے برکتی اور خانہ خرابی کے بارے میں جو کچھ کہا اور فرمایا ہے وہ تو ایک حقیقت مسلمہ ہے عرف عام اور ہر خاص وعام کی نظر میں جو بات بری سمجھی جاتی ہے، غیرت وخودداری کے خلاف سمجھی جاتی ہے اس کے پیش نظر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سوائے ان فقیروں اور گداگروں کے جن کا آبائی پیشہ ہی بھیک مانگنا ہے اور در در ہاتھ پھیلانا ان کا مرغوب مشغلہ ہے، دنیا کا ہر انسان کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلاتے کچھ مانگتے اور اپنی محتاجی ظاہر کرتے شرماتا ہے، اور کسی کمزور وضرورت مند کے سامنے ہاتھ پھیلانا تو آخری درجہ کی شرمناک بات تصور کرتا ہے۔ عورت صنف نازک کہلاتی ہے عام بول چال میں بھی اور خود اسلام نے بھی اس کو صنف نازک ہی سے تعبیر کیا بلکہ صنف نازک سے بھی آگے بڑھ کر شیشۂ نازک کہا ہے۔

اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کے موقع پر سواریوں کو جن پر عورتیں سوار تھیں تیز اور بے ڈھنگے پن کے ساتھ ہانکنے سے روکتے ہوئے فرمایا "رفقا بالقواریر" ذرا آبگینوں کا خیال رکھو۔ اس کی اسی نزاکت، لطافت گھر کی زینت وسکون اور راحت جان ودل (وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا" اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے راحت حاصل کرے) ہونے کے سبب یہ فرض قرار دے دیا گیا کہ عورت کو اپنے لئے سکون قلب بنانے اور زندگی کو سامان راحت بہم پہنچانے کے لئے اگر اس کو قبول کرنا ہے تو مہر کی ایک مقدار متعین کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے، اور اس کے بعد ہر طرح سے اس کا تکفل بھی اپنی حیثیت کے مطابق ضروری ہے، جب حقیقت حال یہ ہے تو یہ کتنی الٹی اور غیرت وخودداری کے خلاف بات ہوگی کہ خود اسی سے جس کو سکون دل اور راحت جسم وجان بنانے کا شوق ہے یا اس کے باپ وبھائی کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرے اور بھیک مانگے جہیز کا نام لے کر لڑکی اپنے کو نکاح میں دے رہی ہے کہ شوہر اس کا کفیل ہوگا، دولہا یا دولہا کا باپ کہہ رہا ہے کہ میں بھکاری ہوں، مجھے بھیک دو تب میں تمہاری لڑکی کو قبول کروں گا، میں فقیر ہوں میری کلائی خالی ہے مجھے گھڑی دے دو،

نگران اعلیٰ
مولانا ابو العرفان ندوی

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

خط وکتابت کا پتہ:
منیجر "تعمیر حیات"
پوسٹ بکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ۔ انڈیا۔

زر تعاون
سالانہ : تیس روپے
ششماہی : پندرہ روپے
فی پرچہ : ایک روپیہ پچاس پیسے

بیرون ملک
بحری ڈاک، رجسٹرڈ ڈاک : ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک
ایشیائی ممالک : ۲۰ ڈالر
افریقی ممالک : ۲۵ ڈالر
یورپ وامریکہ : ۳۰ ڈالر

نوٹ
چیک، ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپکا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ تیس روپے ارسال فرمایئے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں

ہندوستان میں اسلامی شریعت

ایک تاریخی جائزہ

سید سلمان حسینی ندوی

شریعت کے سرچشمے یہ آخری شریعت قرآن پاک اور احادیث صحیحہ مجموعہ پر مشتمل ہے اور یہی دو اس کے بنیادی سرچشمے ہیں۔

"یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر" (النساء: ۵۹)

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے تمہارے امور کے ذمہ دار ہیں ان کی بھی، اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی" میں نے تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

قرآن وحدیث وفقہ قرآن پاک اس شریعت کا دستوری حصہ فراہم کرتا ہے اور حدیث شریف اس دستور کی شرح وتفسیر کرتی ہے اور قوانین کی تفصیلات فراہم کرتی ہے، اس دستور اور قانون کے وہ امور جن پر امت کے علمائے حق کا اتفاق ہے۔ اور اگر اختلاف ہے بھی تو اس کی حیثیت شاذ اور غیر معتبر اقلیت کے اختلاف کی ہے، شریعت کے وہ قطعی اور حتمی امور ہیں جن سے انحراف گمراہی وضلال ہے۔

لیکن قرآن پاک اور احادیث نبوی کی روشنی میں جو مسائل مستنبط کئے گئے ہیں جو قانونی اصول وضوابط دریافت کئے گئے اور جن میں مسالک اور مکاتب کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بھی جو چیزیں اجماعی اور متفق ہیں ان کی حیثیت بھی دستور وقوانین کے دیئے ہوئے صریح اصول وضوابط کی روشنی میں قطعی ہو جاتی ہے۔

تنفیذ شریعت اس شریعت کی حیثیت کسی مشورہ اور رائے کی نہیں کہ جس پر عمل درآمد کرنے نہ کرنے کا اختیار ہو بلکہ اس پر عمل ناگزیر ہے اور اس کو اسی لئے عطا کیا گیا ہے کہ انسانوں پر اس کا نفاذ ہو۔

لہٰذا قرآن پاک کے دستوری اور اصولی احکام، حدیث نبوی کے اصولی یا تفسیری وتوضیحی احکام، اور ائمہ مجتہدین کے نتائج فکر ونظر کو ہر دور میں حالات اور انسانی معاشرہ کا جائزہ لے کر ان پر منطبق کرنے کی ذمہ داری قاضیوں اور مفتیوں پر ڈالی گئی ہے اور ان کے فیصلوں اور فتاوی کا نفاذ کرانا اسلامی حکومت اور انتظامیہ کی لازمی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔

تنفیذی قوت کی ضرورت

اور کیونکہ تمام مسلمان احکام شریعت کے مکلف اور پابند ہیں اس لئے لازماً ان میں مفتیوں اور قاضیوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ ایک عظیم فرض کے تارک شمار کئے جائیں گے، اسی طرح نفاذ کی طاقت وقوت بھی ضروری ہے ورنہ ان کی شریعت معطل پڑی رہے گی اس کی حیثیت چند نصیحتوں اور پند وموعظت کی رہ جائیگی جو اس کے نصوص کے سراسر منافی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مفتی وقاضی تھے حاکم وآمر بھی......

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کیونکہ دونوں حیثیتوں کی جامع تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مفتی وقاضی بھی تھے اور حاکم وآمر بھی، اس لئے مسلمانوں کے سارے معاملات کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات گرامی سے تھا۔

آپ جب مکہ مکرمہ میں تھے جہاں مسلمانوں کی حیثیت ایک کمزور اور مظلوم وستم رسیدہ اقلیت کی تھی، تب بھی آپ ہی قاضی وامیر تھے، تمام معاملات میں صرف آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا، مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مسلمان مکہ مکرمہ کے قبائلی نظام کے ماتحت زندگی نہیں گذارتے تھے عبادات ومعاملات وغیرہ تمام امور میں ان کے امیر وقاضی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

مسلمان کمزوری واقلیت کے باوجود نظام امارت وقضا کے مکلف

یہ غلط فہمی جس میں بعض پڑھے لکھے حضرات بھی مبتلا ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے پاس حکومت وطاقت نہ ہو وہ قاضی وامیر بنانے کے ذمہ دار نہیں بلکہ ان کو اس کا حق بھی نہیں ہے، بڑی مہلک اور خطرناک غلطی ہے اس سلسلے میں ممکن ہے کہ بعض متاخرین کے نصوص سے دھوکا ہوا ہو لیکن قرآن پاک کا غائرانہ مطالعہ کرنے اور عہد نبوی پر گہری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اپنے اجتماعی نظام کے بغیر زندگی گذار دیں ان کے عقائد وایمان کی اساس ہی اسی پر ہے کہ باطل نظام کا مکمل انکار کرکے حق کی طرف اپنی قدرت واستطاعت کے بقدر قدم بڑھاتے رہیں۔ خدا تعالی کا فرمان ہے:-

"فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما" (النساء: ۶۵)

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام تنازعات میں تم کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اس سے اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں (اور سر خم تسلیم کر دیں)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اذا نہیتکم عن شیء فانتہوا عنہ واذا امرتکم بشیء فأتوا منہ بما استطعتم"

جب میں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے باز رہو اور جب کسی چیز کا تم کو حکم دوں تم اپنی استطاعت کے بقدر اس کو انجام دو۔

باطل سے باز رہنے کے لئے شرط استطاعت نہیں ہے، حق کو انجام دینے کے لئے شرط استطاعت وقدرت رکھی گئی ہے۔

"الم تر الی الذین یزعمون انہم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ" (النساء: ۶۰)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی، اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ (خدا کو چھوڑ کر) باطل پرست وسرکش کے پاس لے جا کر فیصل کرائیں، حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس کا انکار کریں۔

جہاں تک عہد نبوی کا تعلق ہے تو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود مدینہ اور مشرک قبائل وغیرہ سے ابتدائی معاہدہ کو پیش نظر رکھ کر اس کو ابتداءً اصطلاحی طور پر "دار الامن" قرار دیا جائے تب بھی اور "دار الاسلام" مانا جائے تب بھی، یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ پہلے مرحلہ میں مسلمان مدینہ منورہ کے سیاسی اور تنظیمی نظام پر پوری طرح حاوی نہیں تھے، وہ ایک طاقتور اقلیت کی حیثیت ضرور رکھتے تھے لیکن ان کی حیثیت حاکمانہ نہیں تھی، انہوں نے یہودیوں سے برابری کی سطح پر معاہدہ کیا تھا لیکن ہجرت کے پہلے دن سے وفات نبوی تک کبھی بھی معاملات، سیاست، نظام ملکی اور دیگر امور میں انہوں نے غیروں سے رجوع نہیں کیا، اور نبی کے ہوتے ہوئے کسی اور سے فیصلہ کرانے کو نفاق وکفر ہی قرار دیا۔

حتی کہ امیر کی اجازت کے بغیر اجتماعی نظام سے ہٹنے کو اور بلا عذر شرعی اجازت طلب کرکے گھر بیٹھ رہنے کو بھی نفاق گردانا گیا۔

"قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم" (النور: ۶۳)

بے شک خدا کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

"انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ والیوم الآخر وارتابت قلوبہم فہم فی ریبہم یترددون" (التوبہ: ۴۵)

(بقیہ صفحہ ۱۹ پر)

[illegible]

میں ننگا ہوں کپڑا بنوانے کی سکت نہیں جوڑا دے دو، میں کنگال ہوں شوق شہزادگی کا ہے مجھے اسکوٹر دے دو، ریڈیو ٹیلیویژن دے دو دوسروں کی کمائی پر شان جھاڑوں گا، فرنیچر دے دو، چائے سٹ ڈنر سٹ دے دو، فقیری میں امیری کا روپ دھاروں گا، اپنے دوست و احباب کو دکھاتے ہوئے ذرا نہ شرماؤں گا، کہ یہ میری بیوی کا لایا ہوا ہے جس کا میں کفیل ہوں، یا ہمارے سمدھی صاحب کا دیا ہوا ہے میری قلاشی دور کرنے کے لئے انہوں نے بے پناہ قرض لے کر میرے گھر کو رونق بخشی ہے۔

وہ لڑکی جس نے دیکھا کہ میرے خسر نے یا شوہر نے مجھے قبول کرنے کے لئے میرے والد بزرگوار کو میرے شفیق و مہربان باپ کو میرے اس باپ کو جس کے جگر کا میں ٹکڑا ہوں قرض کے پہاڑ تلے دبا دیا ہے، ہر وقت والد کی آہ و کراہ اس کے کانوں میں گونجتی رہتی ہے ان ظالموں سے بحیثیت بیوی یا بہو کے اس کو کتنی محبت ہوگی اس کو اپنے ان سسرالی لوگوں پر کتنا اعتماد و بھروسہ ہوگا جو ایک شریف خوش کردار بہو یا بیوی کی فکر سے پہلے اس کے باپ کے جیب و دامن پر نظر کرتے ہیں، ایسی بیوی کو اپنے شوہر سے کتنی محبت ہوگی یا اس شوہر کو اس بیوی سے کتنی محبت ہوگی جس کو بیوی بنانے سے پہلے اس نے حصول زر کا ذریعہ بنایا ہے، بیوی و شوہر کی مخلصانہ محبت و اتحاد اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے خیال ہی سے تو گھر کی رونق بڑھتی ہے اور اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت ہوتی ہے دونوں طرف کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں اور صلہ رحمی قائم ہوتی ہے جب انہیں دونوں میں مال کی محبت دیوار بن کر کھڑی ہو گئی ہے تو پھر وہ سارے فوائد کیونکر حاصل ہوں گے جو شادی کا مقصود ہیں، ان جذبات و احساسات کے ساتھ ان میں صلاح و راست بازی، سعادت و نجات، ادب و لحاظ، حسن کردار اور اسلامی شعار کا لحاظ کتنا ہوگا۔

جہیز کے لالچیوں کی فقیری و گداگری نے مائی حوا کی کتنی بیٹیوں کی عصمت و عفت لوٹ لی ہے اور کتنی ایسی ہیں جن کی عمر کا بڑا حصہ کوفت و گھٹن میں گذر جاتا ہے یا امراض کا شکار ہو جاتی ہیں، ماں باپ بھی کے فکر و غم میں ٹی بی کے مریض کی طرح نہایت کرب و بے چینی کی زندگی گذارتے ہیں، ہماری کتنی وہ بیٹیاں ہیں جو گھر کے گوشہ میں حسرت و یاس کے آنسو بہا رہی ہیں، اور ماں باپ گھٹ گھٹ کر مرے جا رہے ہیں، جہیز کی اس لعنت نے ہمارے معاشرہ کو نہایت عیب صورتحال سے دوچار کر دیا ہے۔

مسلمانو! تمہارے دین و مذہب میں نکاح و شادی اتنا دشوار تو نہ تھا تم نے اپنے ہاتھوں دیگر قوموں کے رخ اور دھارے پر کیوں بہنا شروع کر دیا، تم کو تمہارے خدا نے صبر و قناعت کا حکم دیا تھا، تم نے اسی کو حصول زر کا ذریعہ کیوں بنا رکھا ہے جس کا تمہیں کفیل بنایا ہے، وہ جو تمہارے بچے کے حمل و رضاعت کا دکھ جھیلے گی، وہ تمہارے لئے لباس و ... ہوگی، تم اس کے لئے لباس و پردہ ہوگے، تم نے خدائے ذوالجلال کی اس نعمت عظیم کو جو تم کو اس جرم عظیم سے بچانے کا نہایت پاکیزہ بلکہ اجر و ثواب کا ذریعہ ہے جس جرم پر سنگسار کیا جاتا ہے، اسی کو تم نے حصول مال و دولت کا ذریعہ کیوں بنا لیا، یہ ناقدری اور یہ بے حرمتی اس کی جس کے پاؤں تلے جنت ہے، اس کی جس کی پرورش کے صلے میں رسول خدا نے یہ خوشخبری دی کہ جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ، اس کی جس کی دیکھ بھال اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی وصیت و نصیحت خدا کے رسول اپنے آخری حج کے خطبہ میں بھی نہ بھولے اور فرمایا۔

"واتقوا اللہ فی النساء فانہن عوان عندکم لا یملکن شیئاً"

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ وہ تمہاری دست نگر ہیں،

کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اسلام نے اس نبی برحق نے جس نے تمہارے سر پر اشرف الامم کا تاج رکھا اپنی چہیتی بیٹی کو اس چہیتی بیٹی کو جس سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ آتیں تو آپ محبت سے بے قابو ہو کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے، جہیز میں کیا دیا تھا کیا تمہیں یاد نہیں کہ چکی پیستے اور پانی کا مشک ڈھوتے ہاتھ اور جسم میں نشان پڑ گئے تھے،

تمہاری غیرت اسلامی کو کس کی نظر لگ گئی تم دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی کس راہ پر چل پڑے، تم تو دوسری قوموں کے لئے منارۂ نور تھے پھر تم کہاں اور کدھر جا رہے ہو، کان لگا کر سنو خدائی آواز آ رہی ہے۔

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر"

(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو!

اپنے کان تو کھولو تمہارے رسول فداہ ابی و امی کیا فرما رہے ہیں۔

کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی، قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی (بخاری)

میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جس نے انکار کیا سوال کیا گیا اللہ کے رسول کس نے انکار کیا آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

ہم دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جہیز کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر رہے ہیں یا نافرمانی؟

جہیز بارگراں بن گیا ہے ملت پر!

عزیزہ بیٹی سلمہا کی تقریب نکاح پر

جہیز ہم نے نہیں تجھ کو کچھ دیا بیٹی — نہیں ہے عار، یہ تیرے لئے نہ کچھ بیٹی
جہیز فرض نہ واجب نہ کوئی سنت ہے — جہیز نام ہے سنت کے رسم بدعت ہے
کہیں جہیز کا ہے تذکرہ سنائیں تو؟ — نقاب چہرۂ تاریخ سے اٹھائیں تو!
جہیز کیا دیا "ورقہ" نے بی "خدیجہ" کو؟ — جہیز کیا دیا "بوبکر" نے "حمیرا" کو؟
"عمر" نے کیا دیا ساماں "بی بی حفصہ" کو؟ — جہیز کیا ملا "میمونہ" کو "صفیہ" کو؟
نکاح "بنت جحش" کا تو آسماں پہ ہوا! — جناب حق نے بھلا کیا انہیں جہیز دیا!
جہیز حضرت زینب نے کتنا پایا تھا؟ — کسی حدیث سے کوئی تو کچھ پتہ دیتا!
جہیز بی بی "رقیہ" کا کوئی بتلائے! — جہیز مادر "کلثوم" کیا تھا؟ فرمائے!
جہیز "فاطمہ" لوگوں نے کر دیا مشہور — بنات چار تھیں، ہے تین کا کہاں مذکور؟
جہیز جب نہیں ثابت کتاب و سنت سے — تو کام کیا ہے، ہمیں آخر ایسی بدعت سے!
جہیز ایک مصیبت ہے بلکہ آفت ہے — جہیز وجہ مذلت ہے طوق لعنت ہے!
جہیز بند کریں، راہ سادگی کھولیں — غریب لوگ امیروں کے ساتھ تو ہولیں
نکاح کو کریں آساں کہ ہے یہ قول رسول — نکاح وہ ہے مبارک ہو سہل جس کا حصول
خدا کے واسطے ملت کے دردمند اٹھیں — خلاف رسم جہیز آج کچھ جہاد کریں

جہیز بارگراں بن گیا ہے ملت پر
پڑی ہیں بیٹیاں پاؤں کی بیڑیاں بن کر

مولانا عبدالقدوس رومی مفتی شہر آگرہ

بقیہ: ہندوستان میں اسلامی شریعت

اجازت وہی لوگ مانگتے ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں، سو وہ اپنے شک میں ڈانواڈول ہو رہے ہیں۔

"عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ" (التوبہ: ۴۳)

خدا تمہیں معاف کرے، تم نے پیشتر اس کے کہ تم پر وہ لوگ بھی ظاہر ہو جاتے جو سچے ہیں اور وہ بھی تمہیں معلوم ہو جاتے جو جھوٹے ہیں ان کو اجازت کیوں دی؟

مسلمان ہر دور میں شریعت ہی کے پابند رہے۔

خلافت راشدہ کا عہد ہو یا بنو امیہ اور بنی عباس کا، بنی عثمان کا دور خلافت ہو یا اندلس کی اسلامی حکومت کا، کہیں بھی اور کسی دور میں بھی شریعت اسلامیہ کے نظام میں تبدیلی اور کسی دوسرے خارجی نظام کو قبول کرنے کی کوئی ایک مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، بعد کے دوروں میں مسلمانوں کی غفلت اور بے دینی کے سبب احکام کے نفاذ اور ان پر عمل میں ضرور کوتاہیاں ہوئیں لیکن اس کا وسوسہ بھی کسی کے دل میں نہ آیا کہ شریعت الٰہیہ کی جگہ کسی اور نظام کو جگہ دی جا سکتی ہے، اور اس کو بھی اپنا قانون تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

(بقیہ آئندہ)

مسلم معاشرہ کی حفاظت کا

اہم ترین مطالبہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

مذاہب و ادیان اور آسمانی کتابوں پر کچھ بھی نظر رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ خالق کائنات کی نظر میں جس نے نسل انسانی کو وجود بخشا جو رب العالمین و ارحم الراحمین ہے اور جو اس نسل انسانی کو پھلتا پھولتا شاد و آباد دیکھنا چاہتا ہے، (تکوینی طور پر) انسانوں کا جو عمل سب سے زیادہ مبغوض اس کے غضب کو بھڑکانے والا اس کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم کرنے والا اور بعض اوقات تمدنوں و معاشروں قوموں اور بستیوں کو زیر و زبر کر دینے والا ہے وہ (اپنے وسیع معنی میں) "ظلم" ہے یہ وہ جرم ہے جس کی بنا پر سلطنتیں، تہذیبیں اور برسر عروج ملکوں اور بعض اوقات عقائد صحیحہ اور بہت سے اعمال صالحہ سے آراستہ و متصف مسلم معاشروں کی قسمت کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور ان کو اس کردار اور طرز عمل کے ساتھ زندگی کی مہلت نہیں دی گئی، (جس سے مختلف حالات اور زمانوں میں) کبھی ہزاروں لاکھوں انسانوں کی عافیت تنگ تھی اور ان کی آہیں آسمان تک پہونچتی تھیں اور کبھی مختصر پیمانہ پر کسی متعین انسانی طبقہ مثلاً عورتوں، بچوں، ضعیف و مسن انسانوں، مجبوروں و ناتوانوں کے لئے فطری و تمدنی زندگی کے تقاضے اور ضروریات پوری کرنا ناممکن ہو گیا تھا، اور وہ کبھی موت کو کبھی ذلت و معصیت کی زندگی کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔

حقیقت شناس انسان بلکہ جن کو عقل عام (COMMANSENCE) کا بھی کچھ حصہ ملا ہے جانتے ہیں کہ ظلم ہمیشہ شمشیر و سناں، تیر و تفنگ اور قتل و غارت گری کے ذریعہ نہیں ہوتا، اور اس کا ہمیشہ بلا واسطہ اور براہ راست ہونا بھی ضروری نہیں، ایسا طرز عمل اختیار کرنا جس سے زندگی کی ضروریات و فرائض اور تمدن و فطرت، دین و شریعت اور اجتماعی زندگی کے تقاضوں کی تکمیل ناممکن یا اتنی دشوار ہو جائے کہ بعض اوقات ان ضرورت مند انسانوں کو ان کو ملتوی کرنا پڑے، بعض اوقات "مناکردنی" کردنی بن جائے، بعض اوقات حدود شریعت اور بعض اوقات حدود شرافت سے قدم باہر نکالنا پڑے اتو وہ بھی ظلم قرار پائیگا، اور شریعت و حقیقت کی نگاہ میں اپنے اپنے نتائج و لوازم کے اعتبار سے معصیت، کبیرہ گناہ، معاصی کی ترغیب اور بعض اوقات اقدام قتل قرار دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع بنایا ہے اس کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے، نسل انسانی کا بقا و تسلسل اور فطری تقاضوں کی تکمیل معصیت و گناہ، فواحش و بے حیائی سے اجتناب اور معاشرۂ انسانی کا نظم و ضبط ازدواجی زندگی پر موقوف ہے اور یہ ازدواجی زندگی احکام شریعت کے مطابق ہی منظم سہل، کامیاب اور پرسکون ہو سکتی ہے اس لئے فطرت انسانی کے اس تقاضہ و ضرورت کی تکمیل (نکاح و ازدواج) اور شریعت کی اس اہم عبادت و ذریعۂ تقرب خداوندی و محبوب سنت نبوی کی تکمیل میں جب اپنی طرف سے فرض کردہ ایسے شرائط و لوازمات اور ایسے مطالبات عائد کئے جائیں گے، جن کی وجہ سے اس انسانی ضرورت کی تکمیل اور اس دینی فریضہ کی ادائیگی کسی کے لئے ناممکن اور کسی کے لئے ایسی دشوار و مشکل ہو جائے کہ اس کو بعض اوقات ملتوی یا شدید طور پر مؤخر کرنا پڑے اور اس کی وجہ سے بہت سے مخطورات کا امکان پیدا ہو جائے اور بعض اوقات اس کے لئے جان پر کھیلنا پڑے اور وہ باعث مسرت و برکت ہونے کے بجائے سخت عذاب و مصیبت بن جائے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں صریح ظلم و معصیت اور نتائج کے اعتبار سے ہزاروں خرابیوں، بداخلاقیوں، بے برکتیوں اور پریشانیوں اور نحوستوں کا موجب اور قہر خداوندی کا سبب ہو سکتا ہے، اس کی آخرت میں جو سزا بھی ہو اس دنیا میں بھی اس کی سزا کھلی آنکھوں دیکھی جا سکتی ہے۔

لڑکی والوں سے کسی رقم یا خاص جہیز کا مطالبہ یا من مانی فرمائشیں اور مالی و اقتصادی منافع کے حصول کی شرط جس کو بعض علاقوں میں "تلک" بعض مقامات پر "گھوڑا جوڑا" بعض جگہ "جہیز" کی معروف و متداول اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو ہندوستان میں کچھ عرصہ سے برادران وطن (ہندو معاشرہ) کی تقلید میں یا اس کے ساتھ رہنے سہنے یا مال و دولت کی اس بڑھتی ہوئی حرص اور لالچ کی وجہ سے جو موجودہ تہذیب، تعلیم، دینی کمزوری اور حب دنیا نے مسلمانوں میں پیدا کر دی ہے، وقت کی وہ وبائے عام اور زمانہ حال کا وہ "فتنہ" اور ابتلاء ہے، جس نے اس مسلم معاشرہ کے لئے اس ماحول میں (جس میں دینی تربیت و تعلیم کی کمی ہے) اس شرعی و فطری شریفانہ و تمدنی ضرورت کی تکمیل کو پہاڑ کاٹ کر جوئے شیر لانے سے کم دشوار نہیں بنا دیا ہے۔

اس سلسلہ میں ان والدین کی جو متعدد لڑکیوں کے ماں باپ یا ایک ہی لڑکی کے ذمہ دار و سرپرست ہونے کے باوجود محدود آمدنی اور وسائل کے مالک ہیں، مصیبت، فکر و تردد اور پریشانی "تکلیف مالا یطاق" (ایسی چیز پر مجبور ہونا جو ان کی طاقت و برداشت سے باہر ہے) کے آخری حدود تک پہونچ گئی ہے بعض بعض علاقوں میں اس کی وجہ سے باپ نے جو شریف گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے معاشرہ و ماحول میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے خودکشی کا ارتکاب کیا اور حرام موت کو ترجیح دی،

راقم سطور کے پاس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک ذمہ دار رکن اور دین کے ایک عالم و خادم ہونے کے ناتے لڑکیوں کے سرپرستوں کے ایسے خطوط آتے ہیں جن کو پڑھ کر جگر شق ہوتا ہے اور آسمان کے ٹوٹ پڑنے کا اندیشہ، بعض خطوں میں لکھا گیا ہے کہ میری کئی لڑکیاں ہیں ایک کا معاملہ ہوتا تو جان پر کھیل کر کچھ انتظام کر لیا جاتا اور پیام دینے والے لڑکے اور اس کے سرپرستوں کے مطالبات کی تکمیل کر دی جاتی، مگر ہر لڑکی کے پیام پر ایسے ہی مطالبات کئے جا رہے ہیں جن کی تکمیل امکان سے باہر ہے کیا ہم ان لڑکیوں کو زہر دے دیں یا ان کا گلا گھونٹ دیں یا ان کو معصیت کی زندگی پر مجبور کریں، ان خطوط کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور عذاب الٰہی کے نزول کا خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے، یہ بات بعض علاقوں میں اتنی عام اور معروف ہے کہ سنا گیا ہے کہ ایک برادری کی خواتین کہیں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں کہ تم نے داماد کو عام نرخ سے حاصل کیا ہے یا "بلیک" سے؟

ہمارے بزرگوں نے اور دینی اصلاح و تحریک کے علمبرداروں نے پچھلی صدی میں اس سے کہیں کم درجہ کی بات "نکاح بیوگان" کو جو صرف ہندوستان میں برادران وطن کے اثر سے معیوب اور ذلت کی بات سمجھی جاتی تھی رواج دینے اور اس جاہلی و غیر اسلامی ننگ و عار کے تصور اور "عُرف" کو مٹانے کے لئے زبردست کوشش کی اور اس کے بارہ میں صحیح اسلامی موقف اور اس کے مشروع و مسنون ہونے کی حقیقت کو واضح اور روشن کیا، اور ان کی مساعی سے اس جاہلی و غیر اسلامی عُرف و رواج میں بہت بڑا فرق پڑ گیا، مگر موجودہ صورت حال (ان لڑکیوں کی شادی کا عمر طبعی سے مؤخر اور بعض اوقات ناممکن العمل ہونا) بدرجہا زیادہ سنگین اور خطرناک واقعہ ہے اور مسلم معاشرہ کو اس سے نجات دلانا، دین کا علم رکھنے والوں اور دین کے خادموں اور تمام دردمند و حقیقت پسند انسانوں کا اہم فرض ہے۔

ضرورت ہے کہ اصلاحی و تربیتی کام کرنے والے اور علماء، ائمہ و خطباء جہیز کو اپنا موضوع تقریر و تحریر بنائیں اور مجالس و تقریبات میں اس کو اپنے اپنے انداز میں پیش کریں، نوجوان اس پر عمل کرنے کا معاہدہ کریں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں سے عہد و وعدہ لیں کہ وہ اس رسم قبیح سے نہ صرف خود احتراز کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے متنفر و مجتنب بنانے کی کوشش کریں گے اگر ضرورت ہو تو اس کے خلاف منظم مہم اور تحریک چلائیں گے یہاں تک کہ اگر خود لڑکی کے سرپرستوں اور اولیاء کی طرف سے اس کی پیش کش ہو تب بھی اس کو قبول نہ کریں گے یہ دین و اخلاق اور اصلاح و تبلیغ کا ایک اہم ترین تقاضا اور مسلم معاشرہ کی حفاظت کا ایک اہم ترین مطالبہ ہے، اور اس میں کوتاہی و غفلت بڑے خطرات کا پیش خیمہ اور خدا و رسول کی ناراضگی و ناپسندیدگی کا ذریعہ ہے۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الانفال-۲۵)

اور اس فتنہ سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

بقیہ جہیز خطرناک مرض

اس طرح بچنا چاہئے جس طرح سانپ بچھو اور دوسرے زہریلے اور خطرناک جانوروں سے بچا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اہتمام ہونا چاہئے کیونکہ زہریلے [illegible]

[illegible]

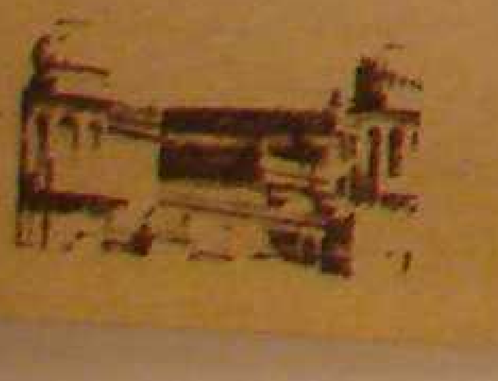

جہیز
ہندستانی معاشرہ کا خطرناک مرض

مولانا ڈاکٹر برہان الدین سنبھلی استاذ تفسیر و حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء

مولانا محمد برہان الدین صاحب کا یہ مضمون دلائل و حوالوں کے ساتھ مع مقدمہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کیپ انس مسلم پرسنل لا بورڈ ندوۃ العلماء سے شائع ہو چکا ہے۔ یہاں طوالت کے خیال سے حوالجات حذف کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتابچہ کو ندوۃ العلماء سے منگایا جا سکتا ہے۔

یہ حقیقت تسلیم کرنے میں شاید ہی کسی صاحب نظر کو تامل ہوگا کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات اور شرعی احکام سے انحراف یا ان کے بارے میں تساہل و بے اعتنائی کا رویہ اختیار کر کے آخرت کے خسارہ کا خطرہ مول لینے کے ساتھ دنیاوی نقصانات بھی کچھ کم نہیں اٹھائے ہیں، کیونکہ مسلمانوں کی تاریخ کا ہر ورق اس کا شاہد ہے کہ انھیں جب کبھی نقصان پہنچا — خواہ چھوٹا ہو یا بڑا — جو عموماً قانون شریعت کی خلاف ورزی کی نوعیت کے بقدر ہی بڑھتا گھٹتا رہا ہے — اسی وجہ سے پہنچا۔ اس مسلسل تجربہ — جس کا شاہدہ صدیوں بلکہ زائد از یک ہزار سال سے برابر ہو رہا ہے — کی بنا پر یہ توقع بے جا نہ تھی کہ — آخرت کے خوف سے نہ سہی — دنیاوی نقصانات سے بچنے کی خاطر ہی اب کم سے کم ان احکام شریعت کی خلاف ورزی سے تو باز آجائیں گے جن کے روبہ عمل نہ لانے کے ہی نتیجہ میں پیہم ناکامیوں اور شدید سے شدید تر خساروں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، لیکن عوام کی یہ "استقامت" اور "ہمت" بھی قابل داد ہے کہ ان کی عمومی روش میں کوئی خاص تبدیلی آ کیا آتی اس کے آثار تک نظر نہیں آ رہے ہیں (الا ماشاء اللہ) بلکہ شاید بعض اہل نظر کا یہ احساس بے جا نہ ہو کہ بے راہ روی کا رجحان کچھ بڑھ ہی رہا ہے، یعنی اس کے لئے نئے نئے میدان تلاش کر لئے گئے ہیں یا — بالفاظ صحیح موجودہ دور میں خود ہاتھ آ گئے ہیں۔ اس صورت حال پر دلی دکھ اور صدمہ کا اظہار ہر زمانہ کے مصلحین اور اہل درد نے کیا ہے (کہ بحمد اللہ جن سے کوئی دور خالی نہیں رہا) ہمارے اس زمانہ کے بھی بہت سے اصحاب دل اور باخدا حضرات اپنی اپنی قلبی اذیت کا بار بار — زبان، قلم اور دیگر ذرائع سے برملا اظہار کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ راقم سطور اس بلند پایہ گروہ میں شمار کے لائق تو کسی درجہ میں نہیں البتہ ان "اصحاب دل" کی قلبی تکلیف کا کبھی ہلکا سا اندازہ کر کے متاثر ہو جاتا پھر اپنا ٹوٹا پھوٹا قلم ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاتا گویا انگلی کو لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے تاکہ ان پاکبازوں کی جوتیوں میں ہی جگہ ملنے کا کسی درجہ میں استحقاق ہو جائے۔ ع

..... چہ عجب گر بنوازند گدا را

اگرچہ اس وقت کم سے کم ہندوستان کے مسلمانوں کی صورت حال "تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم" کا مصداق بنی ہوئی ہے اس لئے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ پہلے کون سا داغ لیا جائے کہ اس پر "پنبہ" رکھنے کا کام شروع کیا جائے، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مسلمانوں میں بگاڑ ہمہ جہتی ہونے کے باوجود معاشرتی اور معاملاتی میدانوں میں جس درجہ پھیلا ہے اس درجہ شاید دوسرے بعض گوشوں (مثلاً عبادات) میں نہیں ہے، بتانے کی ضرورت نہیں کہ معاشرتی اور معاملاتی قوانین کی خلاف ورزی کس درجہ فساد اور بگاڑ کا سبب بنتی ہے، اس میں ذرا مبالغہ نہیں کہ موجودہ ہمہ گیر فساد اور خرابی کا واحد سبب اگر اسے (یعنی شرعی احکام معاشرہ و معاملات کی خلاف ورزی کو) قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، ان معاشرتی خرابیوں میں غالباً — آج کل — سب سے بڑھ کر اور دور رس مہلک نتائج کی حامل شادی بیاہ کے موقعہ پر ہونے والی رسمیں اور فضول خرچیاں ہیں جس پر اکثر مصلحین امت "امت" کو متوجہ کرتے چلے آئے ہیں اور ان کی بیخ کنی کے لئے ممکن تدابیر اختیار کی گئی ہیں، اس موقعہ پر منجملہ دیگر ایک قدیم رسم (جس کا خیر القرون سے پتہ چلتا ہے اور اسی وقت سے ازالہ کی تدابیر کا بھی) "مہر" غیر معمولی (بلکہ فرضی) مقدار کا باندھنا ہے جس کے خلاف خود نبی رحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا "ان اعظم النکاح برکۃ أیسرہ مؤنۃ" (سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہوتا ہے جس میں مالی بار کم سے کم پڑے) اور پھر (غالباً اسی سے روشنی پا کر) خلیفۂ ثانی و عادل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ چاہا تھا کہ مہر کی زیادہ مقدار پر — ایک حد قائم کر کے — قانونی پابندی لگا دی جائے، اس کے علاوہ ایک اور وسیع پیمانہ پر (یعنی مالی حیثیت اور وسعت سے کہیں زیادہ ضیافت ہے کہ جس کے لئے بسا اوقات سودی قرضہ لینے کی نوبت آجاتی ہے) جس کا حاصل بجز وقتی واہ واہ اور نام و نمود کے کچھ نہیں ہوتا، اور بعض اوقات یہ حقیر غرض بھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے بجائے الٹی شکایات ہی حصہ میں آتی ہیں۔

پھر ایک یہ غلط رواج پڑا کہ لڑکی کا والد اپنے ہونے والے داماد سے، لڑکی کے نکاح یا رخصتی پر پہلے خطیر رقم حاصل کر لیتا تب ہی رخصتی یا نکاح کرتا (یہ رقم مہر کے علاوہ ہوتی) اس کے بغیر مرد کو بیوی کا ملنا گویا ممکن نہ ہوتا (دنیا کے بعض حصوں، مثلاً افغانستان اور کچھ عرب ملکوں میں — بتایا جاتا ہے کہ اب تک یہی رواج ہے)

جب یہ رواج پھیلا تو علماء و مصلحین نے، بلا کسی رو رعایت کے، صاف کہا کہ ایسی رقم کا لینا شرعاً حرام ہے کیونکہ وہ رشوت ہے اور اس کا لوٹانا ضروری ہے، مثلاً مشہور حنفی فقیہ علامہ زین الدین ابن نجیم مصری نے فرمایا:۔

أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة.	رخصتی کے وقت عورت کے گھر والوں نے کچھ لیا تھا تو اسے شوہر کو واپس لینے کا شرعاً حق ہے کیونکہ (جو کچھ دیا گیا تھا) وہ رشوت ہے۔

اور علامہ ابن عابدین شامی نے تو اس سے بڑھ کر ایسی رقم کو "سحت" قرار دیا۔

من السحت ما يأخذ الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان بطلبه يرجع الختن.	سحت (حرام اور ناپاک مال) وہ بھی ہے جو خسر اپنے داماد سے اپنی لڑکی (کے نکاح یا رخصتی) پر لیتا ہے چاہے دینے والے نے (داماد) خوش دلی سے دیا ہو، چنانچہ اگر چاہے تو داماد اس کو واپس لے سکتا ہے اگر طلب پر دیا تھا۔

اور علامۂ موصوف نے "سحت" کی تشریح بھی فرما دی ہے کہ:۔

الحرام وما خبث من المكاسب فلزم عنه العار.	حرام اور خبیث طریقہ سے حاصل شدہ چیز کہ جس سے (ہر شریف آدمی کو) عار محسوس ہو۔

ان کے علاوہ بھی دیگر فقہاء اس امر پر متفق نظر آتے ہیں، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں فقیہ ابن نجیم کا مذکورہ بالا قول اس انداز سے نقل کیا گیا ہے جس سے اس کا مسلم و مفتی بہ ہونا (قانون شریعت ہونا) معلوم ہوتا ہے فتاویٰ عالمگیری ہی میں اور بھی ایسے جزئیات ملتے ہیں جن سے اس امر کا مسلم ہونا ثابت ہوتا ہے، مثلاً یہ جزئیہ ملتا ہے:۔

خطب امرأة في بيت أخيها فأبى أن يدفعها حتى يدفع إليه دراهم فدفع وتزوجها يرجع بما دفع لأنه رشوة.	کسی شخص نے ایسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جو اپنے بھائی کے گھر میں رہتی تھی بھائی نے کچھ رقم لئے بغیر نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو اس شخص نے مطلوبہ رقم دیدی اور اس عورت سے نکاح کر لیا تو اب اسے حق ہے کہ دی ہوئی رقم واپس لیلے کیونکہ یہ رشوت ہے۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ دیگر معتبر ترین کتب فقہ میں اور مستند فقہاء کے یہاں بہت سے ایسے جزئیات و فتاویٰ ملتے ہیں، جن سے مذکورہ بالا حکم کی تائید و توثیق ہوتی ہے، مثلاً فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب "فتاویٰ قاضی خاں" میں ہے:۔

رجل خطب امرأة وهي تسكن في بيت أخيها وزوج أختها لا يرضى بنكاح هذا الرجل إلا أن يدفع إليه دراهم فدفع الخاطب إليه دراهم كان له أن يسترد ما دفع إليه لأنه رشوة.

اس عبارت (جزئیہ) کا مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو اوپر والی عبارت کا، یعنی اس باب بھی وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے، بس اتنا فرق ہے کہ یہاں وہ عورت اپنے بہنوئی کے پاس مقیم ہے اور بہنوئی نے رقم طلب کی (اوپر کی عبارت میں بھائی کے پاس ہونا اور اسی کا رقم طلب کرنا مفروض ہے) بقیہ دیگر تفصیلات بالکل وہی ہیں۔

ایک اور مشہور ..... کتاب "الوسيلة الأحمدية شرح الطريقة المحمدية" میں تو مسئلہ بہت وضاحت کے ساتھ مذکور ہے اس میں ہے:۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي، ومن الرشوة ما أخذه ولي المرأة قبل النكاح إذا كان بالسؤال أو كان إعطاء الزوج بناء على عدم رضائه على تقدير عدمه	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت بھیجی ہے اور یہ بھی رشوت ہی ہے کہ عورت کا سرپرست اس کے نکاح سے قبل (عورت کے ہونے والے شوہر سے) کچھ لے خواہ مانگ کرے یا وہ شوہر اس بنا پر دے کہ اگر نہ دے گا تو عورت کا سرپرست اس سے نکاح کرنے پر راضی نہ ہوگا۔

بنا بریں ہندوستان کے تمام ممتاز علماء و ارباب فتویٰ نے بھی اسی کے مطابق فتوے دیئے ہیں، مثلاً گذشتہ صدی کے سب سے ممتاز اور وسیع النظر فقیہ و عالم مولانا عبد الحی فرنگی محلی کے "مجموعۂ فتاویٰ" میں ایک فتویٰ یہ ملتا ہے، جو مع استفتاء کے یہاں نقل کیا جا رہا ہے:۔

استفتاء: ما قولكم رحمكم الله اندریں کہ اولیائے منکوحہ حین النکاح چیزے از ماکولات و مشروبات و نقدیات کہ ماسوائے زیور و مہر مصرح و مہر مسکوت عنہ است برائے اطعام و اعطائے اہل محلہ ..... بروجہ شرط کہ اگر اشیائے مذکورہ بہ ما ندہند منکوحہ را از ولج والنکاح آں راضی نشوند ورنہ از ناکح و خاطب میگیرند پس ایں قسم گرفتن شرعاً درست است یا نہ؟	اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ منکوحہ کے سرپرست نکاح کے وقت کھانے پینے وغیرہ کا سامان اور نقد روپیہ علاوہ زیور اور مہر مقرر — مصرح و غیر مصرح — کے اس شرط پر لیتے ہیں کہ اگر یہ دیا جائے گا تو نکاح پر سرپرست راضی ہوں گے ورنہ نہیں تو اس قسم کی چیزوں کا لینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

اس سوال کا نہایت محققانہ و تفصیلی جواب یہ دیا گیا ہے:۔

الجواب مستعیناً باللہ العظیم و مستنصراً بالرحمٰن الرحیم گرفتن ایں قسم چیزہا شرعاً جائز نیست و درست نیست، قال في الوسيلة الأحمدية شرح الطريقة المحمدية، ولعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي ومن الرشوة ما أخذه ولي المرأة قبل النكاح إذا كان بالسؤال أو كان إعطاء الزوج بناء على عدم رضائه على تقدير عدمه ..... وقال في رد المحتار من السحت (من السحت) ..... الخ۔ وقال في المعدن لا يجوز لأب البنت أن يأخذ من الخاطب شيئا لأنه رشوة وقال في العالمگيرية خطب امرأة في بيت أخيها فأبى أن يدفعها حتى يدفع إليه دراهم فدفع وتزوجها يرجع بما دفع لأنه رشوة۔ كذا في القنية۔

جواب کا حاصل یہ ہے کہ ان چیزوں کا لینا شرعاً جائز نہیں ہے اس کے بعد یہاں وہ عبارتیں — بطور سند — ذکر کی گئی ہیں، جو اوپر مع ترجمہ کے گذر چکی ہیں۔

وقال في قاضي خان رجل خطب امرأة وهي تسكن في بيت أخيها وزوج أختها لا يرضى بنكاح هذا الرجل إلا أن يدفع إليه دراهم فدفع الخاطب إليه دراهم كان له أن يسترد ما دفع إليه لأنه رشوة۔ الخ"

یہ فتویٰ اگرچہ "چاٹگام" کے مولانا اشرف علی نامی ایک عالم کا لکھا ہوا ہے، لیکن اس پر حضرت مولانا فرنگی محلی نے حسب ذیل تائیدی عبارت لکھ کر دستخط کئے ہیں

صح الجواب والله أعلم بالصواب ويوافقه ما في البحر الرائق لو أخذ أهل البيت شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة۔ انتهى۔	جواب صحیح ہے — اللہ بہتر جانتا ہے — اور اس جواب کی تائید "البحر الرائق" کی اس ..... عبارت سے ہوتی ہے — (اس کے بعد وہ عبارت نقل کی ہے جو اوپر معہ ترجمہ کے مذکور ہو چکی ہے)

اس محققانہ اور فاضلانہ فتوے کے بعد اگرچہ مزید کسی مفتی یا عالم کے فتوے کی نقل پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں رہ جاتی لیکن برصغیر کے سب سے بڑے فقہ و فتاویٰ کے مرکز دار العلوم دیوبند کے مفتیوں کے فتوے کے بغیر شاید تشنگی محسوس کی جائے اس لئے پہلے وہاں کے سب سے اقدم و اعلیٰ مفتی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب کے مطبوعہ مجموعہ فتاویٰ سے چند فتووں کے مختصر حوالے پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے — حضرت مفتی صاحب سے سوال کیا گیا:۔

سوال ۲۲۲ اولیاء مخطوبہ کو خاطب سے مہر کے سوا اور کچھ لینا اور مہر کے اس میں تصرف مالکانہ کرنا اور دعوت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس کا جواب مفتی عزیز الرحمان صاحب نے حسب ذیل دیا ہے۔

الجواب: اولیاء مخطوبہ کو زر مہر سے کچھ لے کر اس میں تصرف بیجا کرنا ..... درست نہیں ..... اور غیر مہر سے کچھ لینا، زوج وغیرہ سے اس کو فقہاء نے رشوت سے تعبیر کیا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کا جو مستقل مجموعہ مولانا ظفیر الدین صاحب کی ترتیب و تحشیہ کے ساتھ — خود دار العلوم دیوبند کے اہتمام سے طبع ہو رہا ہے اس میں بھی اسی قسم کے متعدد فتاویٰ موجود ہیں (مثال کے لئے دیکھئے فتاویٰ دار العلوم مدلل و مکمل جلد ہفتم ص ۲۴۷، ص ۵۰۳، ص ۵۰۵) حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ کے مطبوعہ مجموعہ فتاویٰ میں بھی ایک فتوے سے یہی ترشح ہوتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی اعظم پاکستان و صدر مفتی دار العلوم دیوبند کے مطبوعہ مجموعۂ فتاویٰ (امداد المفتین) میں بھی مفتی صاحب موصوف کے متعدد فتوے اسی مضمون کے موجود ہیں، مثلاً ایک فتویٰ یہ ہے:۔

"عورت کے خویش و اقرباء جو کچھ رقم اپنے لئے کر نکاح کرتے ہیں یہ رشوت ہے ..... رقم لینا اور دینا جائز نہیں اور اگر دے دی ہے تو شوہر کو حق ہے کہ بعد نکاح واپس لے لے۔ كذا ذكره الشامي في باب المهر" (اس کے بعد مفتی صاحب نے بحر الرائق کی شامی کے حوالہ سے وہ فقہی روایت نقل کی ہے جس کا ذکر اوپر مع حوالہ آ چکا ہے) خلاصۂ کلام یہ کہ جس زمانہ میں جس قسم کی خلاف شرع رسم و رواج کا عموم ہوا علمائے امت نے بروقت اس کے سدباب کی کوشش کی اور حکم شرعی کا برملا اظہار کر کے اتمام حجت کیا، لیکن ادھر کچھ مدت سے مذکورہ رسم کے بالکل برعکس، یعنی بجائے شوہر سے رقم کے مطالبہ کرنے کے، شادی کے وقت لڑکی (یا اس کے اولیاء) سے رقم وغیرہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو بسا اوقات اتنی خطیر رقم کا ہوتا ہے کہ — غریبوں کا تو ذکر ہی کیا — متوسط الحال لوگوں کے لئے بھی اس کا پورا کرنا آسان نہیں ہوتا، بعض علاقوں میں تو یہ رسم — وبا کی طرح — پھیل رہی ہے جس کے نتیجہ میں ایسے ہولناک مسائل کھڑے ہو رہے ہیں کہ ان کی تفصیل جان کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسانیت کی پیشانی ندامت سے عرق آلود ہو جاتی ہے اس کا ایک محسوس اور کھلا ہوا ضرر اور نقصان تو یہ سامنے آ رہا ہے کہ لڑکیاں بغیر شادی کے بوڑھی اور سن رسیدہ ہو جاتی ہیں کیونکہ شوہر کو خریدنے کے لئے ان کے یا ان کے اولیاء کے پاس رقم نہیں ہوتی، اس کے علاوہ فطری اور طبعی تقاضہ کے صحیح طریقہ پر پورے نہ ہونے کی وجہ سے جو مفاسد پھیلتے یا پھیل سکتے ہیں ان کا اندازہ کر لینا بھی کسی باشعور کے لئے مشکل نہیں، مثلاً بدکاری عام ہوتی، قحبہ خانوں کی آبادی بڑھتی بلکہ بعض مرتبہ ارتداد تک کی نوبت آجاتی ہے (العیاذ باللہ)

یہ رسم یقیناً فطرت انسانی کے لحاظ سے بھی الٹی ہے اور شریعت کے مطابق قانونی مزاج کے اعتبار سے بھی کیونکہ اللہ نے "عورت" کو اس کی صنفی خصوصیات کے لحاظ سے — جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں اشارہ کیا ہے — مطلوب بنایا ہے اور مرد کو طالب، یہی وجہ ہے کہ مرد پر بوقت نکاح مہر لازم کیا ہے، عورت پر نہیں (بلکہ وہ تو مہر پانے کی مستحق قرار دی گئی ہے) اس لئے یہ قبیح رسم کم سے کم مسلمانوں میں کچھ عرصہ پہلے تک عام نہیں تھی (کچھ محدود علاقوں اور برادریوں کو چھوڑ کر) بلکہ اس کے برخلاف لڑکے سے رقم لینے کا رواج تھا جس کا ایک اہم ثبوت مذکورہ بالا فقہی نصوص اور فتاویٰ ہیں — اور غالباً پچاس برس ... یا اس سے زیادہ عمر کے لوگ ابھی اس بات کو بھولے نہ ہوں گے کہ لڑکے کی شادی ہندوستان کے اکثر خطوں میں ایک مسئلہ (PROBLEM) ہوتی تھی لڑکی کی نہیں (اسی لئے مذکورہ بالا فتاویٰ میں لڑکی یا اس کے اولیاء سے رقم کا مطالبہ کرنے کی بابت کوئی فتویٰ بمشکل ہی ملتا ہے، بتانے کی ضرورت نہیں کہ علماء کے فتاویٰ زمانہ کے رجحان و رفتار کا سچا آئینہ ہوتے ہیں)

لیکن اب ہندوستان کے مسلمان بالخصوص حیدرآباد، بہار، یوپی وغیرہ کے لوگ اس رسم بلکہ وبا میں اس طرح گرفتار ہیں کہ اس سے نجات اور چھٹکارے کی کوئی راہ نظر نہیں آ رہی ہے اور اس کی وجہ سے ہولناک مشکلات میں مبتلا اور خطرناک اندیشوں سے دوچار ہیں، اس لئے علماء و مصلحین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی سی پوری کوشش اس قبیح رسم کو اکھاڑ پھینکنے کی کریں، جو فطرت انسانی کے لحاظ سے بھی نامعقول ہے اور شرعی اصول سے بھی نہایت ناپسندیدہ و مکروہ، اس کی شرعی حیثیت جاننے کے لئے تو تنہا یہی فقہی نصوص و فتاویٰ کافی ہیں جو اوپر ذکر میں آئے، کیونکہ اصل صورت مسئلہ یہاں بھی وہی ہے جو وہاں ہے، اس فرق کے ساتھ کہ وہاں ناکح سے رقم طلب کی جاتی تھی جس کے کسی درجہ میں جواز کی بظاہر گنجائش نظر آ سکتی تھی، اور شاید اسی لئے قدیم فقہاء نے جس صراحت و تاکید سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے اتنی قوت سے اس کی معکوس صورت کا نہیں کیا کہ جس سے ہم آج کل دوچار ہیں، یعنی منکوحہ (یا اس کے والدین سے) رقم کا مطالبہ کیونکر اس کا بھی حکم ان ہی نصوص و فتاویٰ سے بہ نسبتاً بآسانی معلوم ہو سکتا ہے، یعنی جب لڑکے سے مطالبہ کرنا حرام ہے تو لڑکی سے مطالبہ کرنا بطریق اولیٰ حرام ہوگا ایسے مطالبہ کی بنیاد پر ملنے والی رقم شرعاً "رشوت" ہوگی جس کا لینا دینا اور اس کے لئے واسطہ بننا سب حرام ہے اور از روئے حدیث ایسے سب لوگ ملعون ہوتے ہیں اس لئے اس کا واپس کرنا شرعاً واجب ہے جیسا کہ "قنیہ" کے حوالے سے علامہ شامی نے نقل کیا ہے۔

"وفي القنية الرشوة يجب ردها ولا تملك" (ص ۳۲۹ ج ۲، قنیہ (فقہ کی معتبر کتاب) میں ہے کہ رشوت کا واپس کرنا ضروری ہے (کیونکہ) لینے والا مالک نہیں بنتا) "رشوۃ" کے معنی اس سے پہلے "مجمع البحار" کے حوالہ سے گزر چکے ہیں کہ حیلہ بازی سے کام نکالنے کے لئے (مال کو) ذریعہ بنانا "وصلة الى الحاجة بالمصانعة" نقد رقم کی طرح سامان کی فرمائش بھی اسی حکم میں آتی ہے یعنی "جہیز" مانگنے کا بھی شرعاً یہی حکم ہے، خلاصہ یہ کہ لڑکے (یا اس کے اولیاء) کی جانب سے لڑکی (یا اس کے اولیاء) سے اس طرح کا جو بھی بوقت نکاح (یا نکاح سے پہلے) مطالبہ ہوگا، وہ شرعاً غلط اور ناجائز ہوگا، اور اس مطالبہ کے نتیجہ میں جو کچھ لڑکی (یا اس کے اولیاء) کی طرف سے لڑکے کو یا اس کے عزیزوں کو دیا جائے گا، وہ مال حرام (رشوۃ) ہوگا اگر اس کا نام "ہبہ" رکھ دیا جائے تو فقہی اصطلاح میں یہ ہبہ باطل ہوگا اس لئے اس مال کا استعمال بھی لینے والے کے لئے حرام ہوگا) اس مسئلہ کے لئے اگرچہ مزید حوالوں اور فقہی نظائر کی ضرورت تو مذکورہ بالا تفصیلات کے بعد نہیں معلوم ہوتی لیکن توضیح مزید کے لئے چند حوالے اور ذکر کئے جاتے ہیں (جو صراحۃً لڑکی سے مطالبہ کے بارے میں ہیں) مثلاً حنفی فقہ کی معتبر ترین کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے

(كتاب النكاح۔ فصل في النكاح على الشرط)

امرأة كلمها زوجها فأرادت أن يتزوجها الزوج، فقال الزوج لا أتزوجك حتى تهبي مالك علي من المهر فوهبت مهرها على أن يتزوجها، قال أبو القاسم الصفار رحمه الله تعالى الهبة باطلة، وفي الشرط أولى لأنها جعلت المال عوضا للزوج على نكاحها، وفي النكاح لا يكون العوض على المرأة۔	ایک شخص نے اپنی بیوی کو (ایک یا دو) طلاق دی، پھر دوبارہ اسی عورت نے اس طلاق دینے والے شخص سے نکاح کرنا چاہا تو اس نے یہ شرط لگائی کہ تم پہلے نکاح سے واجب ہونے والا مہر جب تک نہ دو گی (یا ساقط نہ کرو گی) تب تک نکاح نہ کروں گا اس مسئلہ کا حکم ..... یہ ہے کہ اگر وہ عورت مہر دے دے گی تب بھی اس کا دینا صحیح نہ ہوگا اور شرعاً یہ ہبہ باطل ہوگا، خواہ وہ وعدہ پورا کرے یا نہ کرے کیونکہ اس شکل میں عورت پر نکاح کا مالی عوض دینا لازم آتا ہے حالانکہ شریعت نے عورت پر نکاح کا کوئی مالی عوض عائد نہیں کیا ہے۔

اس مسئلہ میں خاص طور پر یہ امر قابل غور ہے کہ ہونے والا شوہر (یا نکاح کا امیدوار، خاطب) مخطوبہ عورت سے الگ سے کوئی مالی مطالبہ نہیں کر رہا ہے، بلکہ اس شوہر پر سابق نکاح کی وجہ سے جو حق اس مخطوبہ کا واجب تھا وہ اس عورت سے صرف اس کے ساقط کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے (یا اپنی دی ہوئی رقم یا مال واپس لینا چاہتا ہے) اسے بھی، فقیہ مذکور جائز نہیں کہتے لیکن اگر نقد یا سامان کا شوہر کی جانب سے مستقل مطالبہ ہو تو مسئلہ کی سنگینی اور اس کی حرمت میں شدت کتنی بڑھ جائے گی اس کا اندازہ کسی صاحب علم کے لئے مشکل نہیں، مزید قابل توجہ بات اس مسئلہ کی وہ دلیل ہے جس کی بنیاد پر یہ حکم شرعی اخذ کیا گیا ہے یعنی عورت کی طرف سے نکاح کا عوض دیا جانا جب کہ شریعت نے عورت پر نکاح کا کوئی مالی بدل نہیں مقرر کیا ہے (بلکہ مرد پر کیا گیا ہے) اس اصول و دلیل کو سامنے رکھ کر اس صورت حال کا حکم، جو یہاں زیر بحث ہے — اور جس سے ہندوستانی مسلمان آج کل دوچار ہیں — بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ صورت قطعاً غیر شرعی ہے اور ایسے مطالبہ کے نتیجہ میں زوج کو (از جانب زوجہ) جو کچھ دیا جائے گا وہ شرعاً درست نہ ہوگا اور یہ ہبہ باطل ہوگا (جس کے نتیجہ میں حاصل شدہ مال حرام ہوگا) اسی طرح کا ایک اور جزئیہ فتاویٰ عالمگیری میں بطور قانون شرعی ذکر کیا گیا ہے (اہل علم جانتے ہی ہیں کہ فتاویٰ عالمگیری کو ممتاز ترین علماء کی ایک جماعت نے، عالمگیر کی ہدایت و نگرانی میں اسی لئے مرتب و مدون کیا تھا کہ وہ قوانین شریعت کا معتبر مجموعہ یا دستور اسلامی برائے مملکت ہندوستان قرار پائے، چنانچہ اس میں فقہاء کے مختلف اقوال میں سے قول مختار کے اخذ و انتخاب کا التزام کیا گیا ہے) وہ جزئیہ عالمگیری میں اس طرح ہے:۔

رجل قال لمطلقته لا أتزوجك حتى تهبي مالك علي من المهر فوهبت مهرها على أن يتزوجها ثم أبى أن يتزوجها فالمهر باق على الزوج تزوج أو لم يتزوج.

ایسی ہی عبارت اور اس کا ترجمہ ابھی اوپر گذر چکا ہے اس میں اور اس میں صرف معمولی فرق ہے (جو اصل مسئلہ پر اثر انداز نہیں ہوتا) البتہ یہاں اصل مسئلہ (ہبہ باطل ہونے) کی وہ حکمت و علت بیان نہیں کی گئی جو اوپر (فتاویٰ قاضی خان) کی عبارت میں مذکور ہوئی (آگے مزید وضاحت آ رہی ہے)

فتاویٰ قاضی خان کی عبارت کی تشریح کے بعد اس عبارت کی وضاحت چنداں ضروری نہیں رہ جاتی کیونکہ اس میں بھی تقریباً وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے (جزوی فرق کے ساتھ) البتہ یہاں اس حکم کی علت ذکر نہیں کی گئی ہے وہاں ذکر کر دی گئی ہے، علاوہ ازیں مشہور اندلسی مغربی وسیع النظر عالم ابن حزم (م ۴۵۶ھ) الظاہری نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المحلی" میں واضح طور پر شرعی حکم یہ بتایا ہے کہ عورت کو جہیز دینے پر مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں ہے نہ مہر کی رقم سے اور نہ کسی دوسرے مال سے، اصل عبارت یہ ہے:۔

لا يجوز أن تجبر المرأة على أن تتجهز إليه بشيء أصلا لا من صداقها ..... ولا من غيره من سائر مالها، والصداق كله لها تفعل فيه كله ما شاءت	عورت کو کچھ جہیز دینے پر مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں، نہ مہر کی رقم سے اور نہ اس کے کسی دوسرے مال سے پورا مہر اسی کا ہے اور اسے اس پر پورا حق ہے جو چاہے کرے

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، یہ صورت حال کہ عورت (مخطوبہ) سے رقم یا سامان کا مطالبہ ہو، کم سے کم مسلمانوں میں، نئی (حادث) ہے جو غالباً برادران وطن سے (ایسی ہی خطرناک دیگر بہت سی رسموں میں سے ایک رسم کے طور پر) لے لی گئی ہے اور غالباً اس کی بنیادی وجہ بھی وہی ہے جو ان کے یہاں ہے، یعنی لڑکیوں کو وراثت میں حصہ نہ دینا، جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں بھی رواج پا گیا ہے، حالانکہ دیگر شرعی ورثہ کی طرح لڑکیوں کو بھی ــ ان کے شرعی حصہ کے مطابق ــ وراثت دینا ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسے "فریضہ" قرار دیا گیا ہے، مگر افسوس کہ اس "فریضہ" کا ترک عام طور پر ہو رہا ہے، جس کی ایک نقد سزا مسلمانوں کو ــ بیٹیوں کو جہیز اور تنگی کے عذاب کی شکل میں مل رہی ہو ــ یہاں یہ ذکر کرنا شاید نامناسب نہ ہوگا کہ چونکہ مسلمانوں میں یہ نیا رواج ہے اس لئے ــ ہمارے فقہ و فتاویٰ کے اکثر ماخذ اس مسئلہ کی بابت عام طور پر خاموش ہیں لیکن تلاش بسیار کے بعد ــ بہر حال ــ کچھ نظائر مل ہی جاتے ہیں (جن میں سے تین کا حوالہ قدیم ذخیرہ سے ہی نکال کر اوپر پیش کیا جا چکا ہے) ماضی قریب کے ایک ممتاز فقیہ اور مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمان صاحبؒ کے مجموعۂ فتاویٰ سے ایک سوال و جواب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

(سوال ۳۵) ایک شخص نے نکاح کی تجویز کی، بعد کو معلوم ہوا کہ لڑکی چھوٹی ہے پھر اس لڑکی کے عوض دوسری لڑکی تجویز کی، اور لڑکی کے ہمراہ دو سو روپے دیئے، یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ یعنی لڑکی بھی دی اور دو سو روپے بھی، اس سوال کا جواب مفتی صاحبؒ موصوف یہ لکھتے ہیں:-

الجواب: اگر دوسری لڑکی کے اولیاء راضی ہیں تو نکاح درست ہے اور دو سو روپے لینا حرام ہے (کیونکہ) یہ رشوت ہے، اس کو واپس کرنا چاہئے۔

جواب سے اندازہ ہوتا ہے کہ صورت مسئلہ یہی رہی ہوگی کہ دوسری (بڑی) لڑکی سے شادی کرنے پر لڑکا (یا اس کے اولیاء) اسی شرط پر راضی ہوئے ہوں گے کہ لڑکی کے اولیاء دو سو روپے (یا معتدبہ رقم) دیں اسی لئے یہ رقم دی گئی ــ یا کم سے کم یہ بات تو ضرور ہے کہ مفتی صاحبؒ اس سوال کا مطلب یہی سمجھے تھے، اس طرح بھی بہر حال یہ تو ثابت ہو جاتا ہی ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے نزدیک اس صورت کا حکم شرعی یہی ہے، ورنہ بخوشی اور بغیر طلب کے اپنی لڑکی ــ یا کسی کو بھی ــ کچھ دینا نہ رشوت ہے نہ حرام (اس لئے اس کا واپس کرنا بھی ضروری نہیں)

لیکن یہاں یہ وضاحت بھی شاید غیر ضروری نہ ہوگی کہ مطالبہ جس طرح "صراحۃً" ہوتا ہے اسی طرح "دلالۃً" (اشاروں کنایوں میں یا رواج کے طور پر) بھی ہوتا یا ہو سکتا ہے، ایسی صورت میں یعنی غیر صریح مطالبہ کی صورت میں بھی، شریعت کا حکم مطالبہ والی شکل کا سا ہوگا (یعنی ایسا مال لینا شرعاً ناجائز ہوگا، رشوت ہونے کی بنیاد پر) لیکن اگر صریح مطالبہ نہ ہو تو ممانعت کا حکم تب لگے گا جبکہ غالب گمان یہ ہو کہ جہیز یا نقد کی فلاں...... مقدار اگر نہ دی جائے گی تو یہ رشتہ منظور نہیں کیا جائے گا (یا رشتہ ہو جانے پر انقطاع تعلق یا شدید ایذا رسانی وغیرہ کی شکل پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا۔)

لیکن اگر کسی طرف سے کوئی مطالبہ ــ صاف الفاظ یا اشاروں کنایوں میں بھی ــ نہ ہو تو پھر کچھ لینا دینا بالکل جائز ہوگا، بشرطیکہ اس کا مقصد نام و نمود یا اسی جیسی اور کوئی فاسد غرض نہ ہو اور بخوشی اور بآسانی مہیا کر کے دیا لیا گیا ہو۔

مگر جہیز چاہے ان سب شرطوں کو ملحوظ رکھ کر دیا گیا ہو جن کا ذکر اوپر آیا، پھر بھی اس نام سے ایسا لین دین جس کا مدت سے رواج چل رہا ہے اسے سنت سمجھنا محل نظر ہے کیونکہ اول تو رواجی جہیز میں ــ عموماً ــ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ہونے والے داماد کو اس سامان کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟ بلکہ وہ اگرچہ بے حد خوشحال ہو اور اس کا گھر سامان سے بھرا ہو تب بھی جہیز دیا جاتا ہے، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چار بیٹیوں میں سے صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جہیز دینا اس غرض سے تھا کہ حضرت علیؓ کی مستقل علاحدہ سکونت کا انتظام نہ تھا تو ظاہر ہے کہ گھریلو سامان کی موجودگی کا بھی کوئی سوال نہیں تھا، علاوہ ازیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سرپرست بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے ــ اگر جہیز کے طور پر آپ سامان نہ دیتے تو بھی ــ بظاہر ــ اس کا نظم آپ ہی کو کرنا پڑتا۔ ان سب سے بڑھ کر جہیز کے موجودہ طریقہ کے سنت نہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ وہ گھریلو سامان جو حضرت فاطمہؓ کو آپ نے بوقت رخصتی (یا اس کے بعد) دیا تھا جسے عوام جہیز دینا کہتے ہیں یا وہ خود حضرت علیؓ کی طرف سے فراہم کردہ رقم سے خرید کر دیا تھا جس کی صراحت اہل سیر نے کی ہے مثلاً زرقانی (شرح مواہب) میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو وہ زرہ فروخت کرنے کا حکم دیا جو انھوں نے بطور مہر (معجل) حضرت فاطمہؓ کو دی تھی، اس کے بعد کا واقعہ زرقانی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:-

فبعتها من عثمان بن عفان بأربعمائة وثمانين درهما ثم ان عثمان رد الدرع الی علی فجاء بالدرع والدراهم الی المصطفی صلی اللہ علیه وسلم فدعا لعثمان رضی اللہ عنه دعوات کثیرة ــ فقبضه بها فوضعها فی حجری فقبض منها قبضة .... فقال ای بلال .... ابتع بها لنا طیبا ..... وفی روایة ابن ابی خیثمة عن علی أمره صلی اللہ علیه وسلم أن یجعل ثلث .... فی الطیب .... ووقع عند ابن مسعود وابی یعلی بسند ضعیف عن علی فقال اجعلوا ثلثین فی الطیب وثلثا فی الثیاب ـ وامرهم ان یجهزوها فجعل لها سریر مشروطا ای مجدول فیه شرائط ای حبال ووسادة من أدم حشوها لیف ـ الخ

تو میں نے وہ زرہ حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ چار سو اسّی درہم میں فروخت کر دی ـ مگر اس ساری رقم کے ساتھ زرہ بھی حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو دے دی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو بہت زیادہ دعائیں دیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں وہ سب رقم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اس رقم کے ایک حصہ سے خوشبو خرید لاؤ ..... (ان ہی سے یا کسی اور سے فرمایا) اور ایک حصہ سے کپڑے وغیرہ، اور فرمایا کہ اس (فاطمہؓ کے) جہیز کا سامان کر دو چنانچہ ایک (خاص قسم کا عربی) بستر اور چمڑے کا تکیہ وغیرہ تیار کروایا گیا۔ الخ

علاوہ ازیں ہندوستان کے مشہور و مستند اور وسیع النظر صاحب درس عالم مولانا مفتی عنایت احمد کاکورویؒ اپنی مقبول عام سیرت کی کتاب "تواریخ حبیب الٰہ" کی چوتھی فصل میں لکھتے ہیں:-

"حضرت علیؓ جب دراہم زرہ کی قیمت حضور میں لائے آپ نے ایک مٹھی حضرت بلالؓ کو دی کہ ان درموں کی خوشبو فاطمہؓ کے لئے لاؤ، اور باقی آپ نے حضرت ام سلمہؓ کو دے کر فرمایا کہ اس سے جہیز خانہ داری کا سامان بی بی فاطمہؓ کا کر دو ایک پلنگ......"

غالباً اسی سے ماخوذ وہ رواج ہے جو "اعاجم" ـ یعنی غیر عرب باشندوں میں ("دستیمان" یا "دستیفان" کے نام سے غالباً بعض عرب ملکوں کے اندر) کم سے کم علامہ شامیؒ کے دور تک جاری رہا ــ اور کیا بعید ہے کہ اب تک رائج ہو ــ جس کا مطلب ان فقہاء نے یہ بتایا ہے کہ خاطب (لڑکا) مخطوبہ (منگیتر) یا اس کے اولیاء کے پاس مہر کے علاوہ ایک معقول رقم اس غرض سے بھیجتا تھا کہ اس سے مخطوبہ کے "جہیز" کا سامان خریدا جائے پھر اسے ـ بعد نکاح ـ خاطب (شوہر) کے گھر بھیج دیا جائے۔ ایسی صورت میں شوہر کو ـ شرعاً ـ یہ حق پہنچتا تھا کہ "جہیز" نہ آنے کی صورت میں وہ اس منکوحہ کے اولیاء سے ـ "دستیمان" کے بقدر ـ "جہیز" کا مطالبہ کر سکے کیونکہ ـ علامہ شامی کے الفاظ میں ـ وہ دراصل "ہبہ بشرط العوض" ہے یعنی "دستیمان" کے عنوان سے جو رقم مخطوبہ (یا اس کے اولیاء) کو بھیجی تھی، وہ اسی کام کے لئے بھیجی تھی، (گویا اس رقم سے سامان خریدنے کے لئے ایک طرح کے وکیل کی سی حیثیت ان کی ہوتی تھی) ــ اس مسئلہ کی سب سے زیادہ تفصیل "قنیہ" اور "بحر الرائق" میں ملتی ہے، وہاں سے لے کر صاحب "درمختار" اور اس کے شارح علامہ ابن عابدین نے اپنی کتابوں میں کچھ تنقیح اور تجزیہ کے بعد جگہ دی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ شوہر کی بھیجی یا دی ہوئی رقم سے گھریلو سامان خرید کر لڑکی کے ساتھ بھیجنا بھی "جہاز" کہلاتا تھا لیکن کہاں یہ اور کہاں وہ جس کا رواج آج کل ہندوستان جیسے ملکوں کے مسلمانوں میں پڑ گیا ہے، عرض کرنے کا حاصل یہ کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور اس قسم کے جزئیات سے موجودہ جہیز کی جو شکل ہے اس بارے میں استدلال کرنا کسی طرح درست نہیں (اس کی تفصیل دلائل کے ساتھ اوپر گزر چکی ہے مزید تفصیل کی یا گذشتہ بحث کے اعادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی)

فرمائشی جہیز سے بھی بڑھ کر قبیح اور شنیع بلکہ شرمناک وہ رسم ہے جو "تلک" کے نام (یا دوسرے ناموں) سے بعض جگہ رائج ہے جس میں واقعۃً شوہر خریدا جاتا ہے، یہ رسم تو ایسی حیا سوز بلکہ انسانیت سوز ہے کہ اس کی مذمت کے لئے الفاظ ملنے مشکل ہیں، مگر یہ رسم ہے کہ "اکاس بیل" کی طرح پھیلتی اور بڑھتی جا رہی ہے، اس لئے علمائے امت اور مصلحین کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، انھیں چاہئے کہ اس کے خاتمہ اور بیخ کنی کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں ورنہ آیت "وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً" سے جو وعید سامنے آتی ہے اس کا تصور ہی ہر باخبر کو لرزہ براندام کرنے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

اس قبیح رسم ـ جس کی مذمت کے لئے صحیح الفاظ بھی ملنا مشکل ہیں ـ کی طرف سے غفلت برتنا یا اس بارے میں چشم پوشی سے کام لینا اب کسی طرح مصلحین و علماء کے لئے ـ گوارہ بلکہ جائز نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے کہ ہر جگہ ہزاروں جوان لڑکیاں خاص طور پر پڑھی لکھی لڑکیاں ـ بن بیاہی بیٹھی ہیں، جن میں سے بعض خودکشی تک کر لیتی ہیں، اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ـ مرتد بھی ہو جاتی ہیں۔ اگر اس کی طرف فوری توجہ نہیں کی گئی تو اس طرح کے واقعات اور بڑھ جائیں گے، جن کی ذمہ داری سے مسلمان ـ خاص طور سے بااثر لوگ اور اہل علم نہیں بچ سکیں گے، اس سلسلہ میں "مسلم پرسنل لا بورڈ" اہم رول ادا کر سکتا ہے کہ اس کے مقاصد میں "اصلاح معاشرہ" بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اس سے بڑھ کر اصلاح کی اور کون سی ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ ہر جگہ کے باشعور عوام بھی مختلف طریقوں سے اس رسم کی بیخ کنی میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں مثلاً ایسی شادیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں جہاں زیادہ جہیز دیتے یا "تلک" جیسی اور کوئی رسم ہوتے دیکھیں، اور پھر جس جگہ لڑکے ـ یا اس کے سرپرستوں ـ لڑکی والوں سے مطالبات کرتے دیکھیں یا سنیں تو ان کے خلاف ایسی فضا بنائیں کہ ان کا معاشرہ میں رہنا دشوار اور کسی لڑکی کا ملنا محال ہو جائے، اس کے علاوہ اجتماعی موقعوں پر ـ خواہ وہ وعظ و نصیحت کے جلسے ہوں یا کسی اور مقصد سے لوگ اکٹھا ہوئے ہوں ـ اس مسئلہ کی شرعی و سماجی حیثیت نمایاں کی جائے اور اس کی حرمت و قباحت ذہنوں میں بیٹھائی جائے اور بتایا جائے کہ اس طرح کے مطالبہ کے بعد جو مال بھی لے گا وہ شرعاً رشوت ہوگا (دلائل اوپر گزر چکے ہیں) جس کا لینا دینا دونوں حرام ہے (جس طرح سود کا لینا دینا) ـ علامہ شامی نے تو (جیسا کہ اوپر گزرا) اس طرح کے مال کو "سحت" کہا ہے، "سحت" (حرام طریقہ سے مال کا استحصال) وہ سنگین جرم ہے جس کی وجہ سے متعدد جگہ قرآن مجید میں یہود کی شدید مذمت کی گئی ہے اور اسے قتل انبیاء جیسے جرائم کے ساتھ ذکر کر کے انھیں لعنت اور سخت عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے، اور حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولی به۔ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی)

"سحت" یعنی حرام مال جس نے استعمال کیا ہو اس کے لئے جہنم کی آگ زیادہ مناسب ہے (یعنی ایسا شخص جہنم کو مطلوب ہے)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:-

لا یدخل الجنة جسد غذی بالحرام۔ (رواہ البیہقی)

حرام غذا سے پلا ہوا جسم جنت میں نہیں جا سکے گا۔

اور جب تک بھی استعمال کرے گا گنہگار رہے گا، تو کیا کسی مسلمان کی دینی حس اس درجہ مردہ ہو سکتی ہے کہ وہ پوری عمر گناہ اور "حرام" میں مبتلا رہے ــ یہ بھی بتانا شاید بے محل نہ ہو کہ حرام طریقہ سے حاصل شدہ چیزوں کے استعمال سے نماز اور دعا بھی ـ اللہ کے یہاں ـ مقبول نہیں ہوتی، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من اشتری ثوبا بعشرة دراهم وفیه درهم حرام لم یقبل اللہ صلاة ما دام علیه۔ مشکوٰۃ ص ۲۴۳

اگر کسی نے کوئی کپڑا (مثلاً) دس درہم (چاندی کا ایک سکہ) میں خریدا اور اس میں ایک درہم ـ بھی حرام مال کا ہے تو اس کی اس وقت تک نماز قبول نہ ہوگی جب تک وہ کپڑا جسم پر ہے۔

نیز صحیح مسلم میں ہے:- (ص ۱۵۲۲۶)

(بقیہ صفحہ پر)

یہ ملک اس دن تباہ ہو جائیگا

جس دن کسی ایک قوم کا سمجھ لیا جائیگا

راجندر سچر

سابق چیف جسٹس دہلی ہائی کورٹ

مسٹر سچر نے کہا کہ ہندو راشٹر وادی ہندوستان کو ہندو دیش کہتے ہیں۔ تو تاریخ کے ایک ادنیٰ طالب علم کے ناطے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہندوستان ہندو راشٹر کب اور کیسے تھا؟ ہندو تو مرنے کے بعد اپنے عقیدہ کے مطابق جلائے جاتے ہیں اور ان کی راکھ مقدس گنگا اور جمنا میں بہا دی جاتی ہے جو سمندر میں پہنچا دیتی ہے۔ اب کہاں رہ گئے ہندو؟ مسلمان کے یہاں دفن کا طریقہ ہے اور اس لئے وہ موت کے بعد بھی اسی ملک میں رہتے ہیں۔

عائلی قوانین میں سے کس کو اختیار کیا جائے۔ مثال کے طور پر ہمارے یہاں ماما (ماموں) کو باپ کے برابر سمجھا جاتا ہے اور ساؤتھ کے ہندوؤں میں ماما (ماموں) کو بھانجی سے شادی کرنے کا پہلا حق ہے۔ اب ان دونوں میں کس کو سول کوڈ بنایا جائے گا بحیثیت ہندو میں اس بات کو پسند نہیں کرتا لیکن ساؤتھ والا بھی تو ہندو ہے۔

قانون میں اصلاح کا میں مخالف نہیں ایک سے زیادہ شادیاں میں عورت کے حق میں ظلم سمجھتا ہوں، اس لئے کہ اس کا غلط استعمال

مسلم قانون میں اصلاح کا مطالبہ کرنے والوں کو اپنے قانون کی طرف بھی دیکھنا چاہئے۔ میرے خیال میں خود ہندو قانون بہت قابل اصلاح ہے۔

بابر اور دوسرے مسلمان بادشاہوں پر مندروں کو منہدم کرنے کا الزام بے بنیاد ہے کیونکہ اس زمانہ میں مندروں میں سونا چاندی اور ہیرے جواہرات رکھے جاتے تھے اور ان پر حملہ صرف دولت لوٹنے کے لئے ہوتا تھا۔ اس کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہے۔ ہندو راجاؤں نے جو آپس میں بھی لڑتے تھے مندروں میں قلعے بنائے تھے اور جہاں ان کی دولت بھی محفوظ تھی۔ بابر جب ہندوستان آیا تو اس کی لودھی سے جو مسلمان تھا جنگ ہوئی بدیسی مسلمان اور ملک کے عوام فوج سے لڑے۔ انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کے دور میں بھی امیر و غریب کے درمیان لڑائی ہوئی۔

مسٹر سچر نے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا کہ ریاست کے تمام اسکولوں میں اردو لازمی قرار دی جائے انھوں نے کہا کہ اردو میں اتنی دلکشی اور پھیلاؤ ہے کہ اس کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جسٹس سچر نے کہا کہ مذہبی جنون کامیاب نہیں ہوتا جس طرح ایران و عراق دونوں ہی اسلامی ملک ہیں مگر ۸ برسوں سے جنگ لڑ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس دیش میں قوت اور برداشت اور تحمل و بردباری ایسی رچی بسی ہے کہ دیش ٹوٹ نہیں سکتا۔ انھوں نے کہا کہ میں ابھی اس بات کی تحقیق کر رہا ہوں کہ مرحوم فخر الدین علی احمد لاہور اور ہائی کورٹ بار میں ممبر ہوتے تھے یا نہیں۔

اور مزید یہ کہا کہ یہ ملک اس دن تباہ ہو جائے گا جس وقت کسی ایک قوم کا سمجھ لیا جائے گا۔

یکساں سول کوڈ کی بات ہے تو طے کرنا ہوگا کہ خود ہندو

ہوتا ہے۔ اس پر پابندی لگنی چاہئے۔ خود حضرت محمد صاحب نے برابری کی شرط لگا کر اس پر بندش لگائی ہے۔ لیکن ساتھ ہی مسلم قانون میں اصلاح کا مطالبہ کرنے والوں کو اپنے قانون کی طرف بھی دیکھنا چاہئے۔ میرے خیال میں تو ہندو قانون بہت قابل اصلاح ہے Joint Hindu Family میں لڑکی کا کوئی حصہ نہیں ہے کیا یہ عورت

ہندو تو مرنے کے بعد اپنے عقیدہ کے مطابق جلا دیئے جاتے ہیں اور ان کی راکھ مقدس گنگا جمنا میں بہا دی جاتی ہے جو سمندر میں پہنچا دیتی ہے اب کہاں رہ گئے ہندو؟ مسلمان کے یہاں دفن کا طریقہ ہے اس لئے وہ موت کے بعد بھی اسی ملک میں رہتے ہیں

کے ساتھ زیادتی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں آندھرا نے پہل کی ہے اور وہاں ترمیم کر کے لڑکی کا حصہ تسلیم کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ این۔ ٹی۔ آر کی ۸۰ فیصد حامی ووٹ عورتوں کے ہیں۔

• اردو کو میں اس لئے چاہتا ہوں کہ اس میں جو میوزک ہے وہ ہندی میں نہیں ہے۔ ہندی میں جو میوزک ہے وہ اردو سے مستعار ہے۔ غزل کے طرز پر ہندی کویتا ہی میوزک ہوتی ہے میوزک کی وجہ سے ہی ہمارے بچے کویتا کے مقابلہ میں غزل اور قوالی زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ***

بقیہ ـ دیدار طور

ایک قول کے مطابق من ایسی چیز ہے جو درخت سے نکلتی ہے اور گوند کی طرح ہوتی ہے ایسے کئی درخت اللہ نے اس وادی میں اگا دیئے تھے جس سے وہ لوگ کھاتے تھے، وہیں کھڑے کھڑے، ان صاحب نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ وہی من کا درخت ہے ایک خوشی مسرت اور تعجب کے ساتھ یہ بات سنی، ضروری نہیں کہ صحیح ہو بہر حال ایک عجیب احساس ہوا، اس وقت چونکہ سردی بہت شدید تھی۔ میں دو سوئٹر اور اس پر ایک موٹا فر کا جیکٹ پہنا ہوا تھا۔ پھر بھی سردی اندر گھس رہی تھی، اس لئے اوپر جا کر اس درخت کو قریب سے دیکھنے کی ہمت اس وقت نہیں ہوئی۔ البتہ دوسرے دن ہم لوگ گئے۔ اور چڑھ کر درخت سے اس کے پتے توڑے۔ میں نے وہ پتہ دبایا تو بہت سارا دودھ نکلنے لگا چکھا تو بالکل دودھ کا مزہ تھا پھر میں نے گھر آکر تفسیر دیکھی تو ایک قول یہ بھی تھا کہ وہ دودھ کی طرح ہوگا، اس شخص نے بتلایا کہ گرمیوں میں باقاعدہ ٹپکتا رہتا ہے اس لئے اس درخت کے نیچے کی مٹی کو چکھا گیا تو ایک خاص قسم کی مٹھاس محسوس ہوئی۔ اس شخص کے کہنے کے مطابق گرمیوں میں وہ پرندے شمال سے اڑ کر آتے ہیں جن پر سلویٰ کا اطلاق ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

اب اصل مرحلہ تھا جبل طور پر چڑھنے کا، عام طور پر جو وقت جبل طور پر چڑھنے کے لئے منتخب کیا جاتا ہے وہ صبح تین بجے کا ہوتا ہے اور فجر تک وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم لوگوں نے بھی یہی پروگرام طے کیا۔ سب گھوم کر جب مغرب کے وقت کیمپ پہنچے تو سردی کا برا عالم تھا۔ ایسی سرد ہوا چل رہی تھی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

وہ صاحب ہم کو منیجر کے کمرے میں لے کر چلے گئے۔ کمرے میں جانے سے پہلے میں نے دیکھا کہ صحن میں انگیٹھی لگی ہوئی ہے اور اس پر گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لگائے جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ہماری ضیافت کی تیاری تھی۔ ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کے کباب بنائے جا رہے ہیں۔ بعد مغرب سب نے مل کر کھایا۔ اس وقت صحیح معنوں میں عربوں کی ضیافت کی قدر ہوئی۔ درمیان میں اس مقدس وادی کا ذکر چلتا رہا۔ اس کی تاریخ دہرائی جاتی رہی پھر ان لوگوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ آج کی رات تو چڑھنا ناممکن ہے۔ اور ہاں چونکہ اس وقت بارش شروع ہو گئی تھی۔ اسلئے ان لوگوں کا اندازہ اور خیال تھا کہ رات برف ضرور گرے گی اس لئے کل دن میں یا پرسوں صبح چڑھا جائے گا کافی دیر اسی کمرے میں بیٹھے رہے چائے کا دور چلتا رہا۔ کافی باتیں ہوئیں، اہم موضوع ہندوستان اور اس کے مسلمان رہا، اس کے متعلق لوگ بہت پوچھتے ہیں کافی لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ اور ایک وارفتگی کے انداز میں ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں پوچھتے تھے جیسے کوئی اپنے سگے بھائی کے متعلق پوچھ رہا ہو۔ عشاء کی نماز وہیں باجماعت پڑھ کر اپنے کمرے میں آگئے۔

کیمپ میں اپنے انتظامیہ کے کئی لوگ رہتے ہیں۔ جب ہم لوگ عشاء کی نماز کے لئے کھڑے ہو رہے تھے تو ایک آدمی نے (جس نے برسوں سے نماز نہیں پڑھی تھی) کہا کہ رکو ٹھہرو، میں وضو کر کے آتا ہوں، اس پر مقامی لوگ حیرت زدہ ہو گئے کہ اس کو آج کیا ہو گیا کئی دنوں سے ہم سمجھاتے تھے لیکن نماز کبھی نہیں پڑھا، منیجر صاحب کہنے لگے مسلمان مسلمان کو [illegible]

باقی آئندہ

سوال و جواب

(محمد طارق ندوی)

س: اگر مسافر نے مقیم کی اقتدا میں قصر پڑھی تو مسافر کی نماز ہوگی یا نہیں؟

ج: مسافر مقیم کی اقتدا کرے تو پوری نماز پڑھے قصر نہ کرے، قصر کرنا درست نہیں ہے۔

س: اگر کوئی شخص مغرب یا عشاء کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سہواً قرأت بالجہر کرے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

ج: ہاں مذکورہ صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔

س: کسی کافر نے اپنے شیرخوار بچہ کو کسی مسلمان کو دے دیا یا کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

ج: اس بچہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور تجہیز و تکفین مسلمانوں کی طرح کی جائے گی۔

س: اگر کسی نوکر کے ہاتھ سے کوئی چیز گر کر ٹوٹ جائے تو اس سے تاوان لے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: اگر کوئی شے اپنے نوکر کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے تو اس سے تاوان لینا جائز نہیں ہے، ہاں اگر وہ قصداً ایسا کرتا ہے تو تاوان لینا درست ہے۔

یکساں سول کوڈ ایک بچکانہ بات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی صدارت میں ۱۴ دسمبر ۱۹۸۶ء کو مدرسہ نورالاسلام میں یکساں سول کوڈ کے خلاف جلسہ ہوا جس میں فرمایا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ہزاروں سال پرانی تاریخ کے حوالے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ قوموں کے زوال اور ذلت کا بنیادی سبب قیادت کی کمزوری ہوتی ہے۔ انھوں نے انتباہ دیا کہ اگر مسلم قیادت نے اس مسئلے کو سمجھنے میں دوراندیشی، سمجھداری اور ہوشمندی سے کام نہ لیا تو مسلم قوم کا وہی حشر ہوگا جو منوشاستر کا مطالعہ ان پیشہ ور لوگوں کے بارے میں بتاتا ہے۔ اعلیٰ ذات کے دھارمک پیشواؤں کے اس فیصلے کو اس کے دور رس نتائج سمجھے بغیر مان لیا تھا کہ لوہار، بڑھئی، صفائی کرنے والے وغیرہ لوگ رات کو شہر کے باہر چلے جایا کریں گے۔ چنانچہ ہزاروں برس وہ اس مصیبت میں مبتلا رہے۔ منوشاستر میں آج بھی ہے کہ کوئی اچھوت کسی برہمن کو تعلیم دینے کی کوشش کرے تو اس کی زبان تالو سے کھینچ لی جائے۔

دراصل ان قوموں کی قیادت نے صورت حال کا پورا اندازہ نہیں کیا اور اس کے اندر جو غیرت اور

> **مسئلہ چاہے اتنا چھوٹا ہو کہ خوردبین سے بھی نظر نہ آئے لیکن اس کو سمجھنے میں غفلت اور تساہلی بے حد نقصان دہ ہو سکتی ہے۔**

حمیت ابھرنا چاہئے تھی وہ نہیں ابھر سکی۔

مولانا نے کہا کہ اس میں قیادت کی بددیانتی اور بزدلی تو کم تھی صورت حال اور مستقبل کا جائزہ لینے میں تساہلی زیادہ تھی جس کے نتیجہ میں قوموں کو ذلت کا شکار ہونا پڑا۔ انھوں نے کہا کہ عوام کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی قیادت کے کہنے میں رہیں ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ مسئلہ چاہے اتنا چھوٹا ہو کہ خوردبین سے بھی نظر نہ آئے لیکن اس کو سمجھنے میں غفلت اور تساہلی بے حد نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

مولانا نے اس بات کو بچکانہ بات بتائی کہ یکساں سول کوڈ کے بعد سب گلے مل جائیں گے۔ اس خیال کو انھوں نے دماغی اختلال کا نتیجہ بتایا۔ مولانا نے کہا کہ شرعی نقطہ نظر سے اس قانون کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور عقلی اور معاشی طور پر کوئی افادیت نہیں ہے۔

مولانا نے کہا کہ ہماری فکری، سیاسی، مذہبی اور ملی قیادت نے اس قانون کے مجموعہ اور اس کے دور رس نتائج کو سمجھنے میں غلطی کی اور مسلمانوں نے اس مسئلے پر تھوڑی بھی سستی یا ترقی پسندی یا روا داری یا بے تعصبی کے عنوان سے ذرا سی بھی غفلت برتی تو شریعت پر عمل کرنے، آزادی کے ساتھ ..... اذان کہنے، جمعہ کی نماز اور عیدین کی نماز کے لئے اجتماع کرنے وغیرہ کسی چیز کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ مولانا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ شاہ بانو کیس کے موقع پر مسلمانوں نے اپنی بیداری کا ثبوت دیا اور اللہ نے ان کی مدد کی۔ مولانا نے اس ملک میں عالم اسلام کے جید علماء پر فخر کیا کہ ہندوستان سے اس کا خاص معاملہ رہا ہے اور اسی لئے وہ میں اس ملک کے ماضی حال اور مستقبل کے بارے میں مطمئن ہوں۔

مولانا نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ "ہفتہ دفاع شریعت" کو کامیاب بنائیں۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں وزیر اعظم کو اپنے احساسات کے بارے میں قراردادیں اور تار روانہ کریں۔ انھوں نے اس سلسلہ میں ۹ دسمبر کو رائے بریلی میں ایک جلسہ عام کا بھی اعلان کیا۔ مولانا نے اس بات پر خاص زور دیا کہ تقریریں غیر سیاسی ہوں اور سڑکوں پر نہ آیا جائے۔

اس سے قبل بورڈ کے ممبر اور استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا برہان الدین سنبھلی نے یکساں سول کوڈ کو پرسنل لاء والے مسئلے سے بھی زیادہ سنگین بتایا اور کہا کہ اس قانون کے ذریعہ ہم کو جو بھی شرعی قانون پر عمل کرنے کے حقوق پہنچے تھے وہ گویا چھینے جا رہے ہیں اور اس لئے اس حالے میں زیادہ فکر اور سمجھداری کی ضرورت ہے۔ انھوں نے یکساں سول کوڈ کے نقصانات کی تفصیل بتائی اور کہا کہ کہنے کو تو یہ اختیاری ہے لیکن اس کی نزاکت یہ ہے کہ اگر کوئی اسے اختیار کرے تو بہت سے لوگ جبراً اس سے متاثر ہوں گے۔ اس قانون کی ..... صورت میں اسلامی قوانین ہی ختم ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کو اس قانون سے غیر مسلمان بننے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ **

بقیہ: جہیز کے نام سے بھیک

روپے لے رہے ہیں۔ آپ کو نقد رقم دینے کی ضرورت نہیں۔ آپ کسی دن وقت مقرر کر کے خود لڑکے کو اپنے ساتھ لے جائیں وہاں وہ اپنی پسند کے تمام ضروری سامان خرید لے گا۔ آپ بل ادا کر دیجئے گا۔ اس سے زیادہ سہولت میں آپ کو اور کیا دے سکتا ہوں۔

نیاز آگیں ——— حامد علی

غریب پرور حامد صاحب!

آپ کی فہرست کافی موٹی ہوتی جا رہی ہے اور میں دبلا ہوتا جا رہا ہوں۔ ذرا آپ اپنی فہرست کی صحت اور اس غریب کی صحت میں موازنہ کیجئے تو یقیناً آپ کو مجھ پر ترس آئے گا۔ اس لئے میری حالت پر رحم کیجئے حامد صاحب۔ میں ایک فقیر اور درویش آدمی ہوں اور آپ سے درویش نوازی کی امید رکھتا ہوں۔

کرم کا طالب ——— محمد علیم

علیم بھائی! ہمارے آباؤ اجداد بھی درویش تھے، مگر اب زمانے کے نئے نئے تقاضوں کے تحت درویش بھی رنگ بدل رہی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کہنے کی ضرورت نہیں، آپ تو خود ہی عقلمند ہیں۔ اور زمانے کی نبض کو پہچانتے ہیں۔ آخر تو درویش سے درویش والدین بھی اپنی بیٹی کے لئے کیا کرتے ہیں۔ بہرحال لین دین کی تمام باتیں طے پا جانے کے بعد اگلے ماہ کی پندرہ تاریخ کو بعد نماز مغرب رسم منگنی کے لئے ۵۰ عورتیں (علاوہ ان کے بچے) اور ایک سو مرد آپ کے یہاں جائیں گے۔ خاطر تواضع میں کوئی کمی نہ رہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھیں گے کیونکہ یہ تمام حضرات قوم کے بہی خواہ اور ہمدرد ہوں گے۔ یعنی خادم قوم۔ ان کی ہر طرح کی عزت افزائی ضروری ہے۔ شادی کی تاریخ بعد میں طے کی جائے گی جس کے لئے صرف ڈیڑھ سو مرد جائیں گے اور اس بات کو بھی قبل از وقت ذہن نشین کرلیں کریم بھائی کہ باراتی تقریباً تین سو ہوں گے علاوہ نوے عورتیں۔ ویسے ہمارے تعلقات کے ہزاروں آدمی ہیں لیکن چونکہ آپ غریب آدمی ہیں اس لئے آپ پر زیادہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ اور یہ مختصر تعداد قبل از وقت بتادینا اس لئے ضروری سمجھا کہ آپ کو انتظام کرنے میں سہولت ہو۔ اور ہاں لڑکے کی ماں نے دریافت کیا ہے کہ آپ لڑکے کو کتنی سلامی دیں گے؟ آپ کے جواب کا سخت کا انتظار رہے گا۔

مخلص ——— حامد علی

اپنی پریشان اور بدحال قوم کے ہمدرد حامد صاحب! اسی لیے میں علم و عقل اور شرافت کا رسیا ہوں اور اپنی قوم کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر علم و عقل اور شرافت کی روشنی سے منور دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہنے سے زیادہ عمل پر یقین رکھتا ہوں۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر باپ اپنی بیٹی کو اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ سامان دیتا ہے، لیکن من مانا مطالبہ قوم اور سماج کے نام پر ایک کلنک ہے، ایک ناسور ہے میں جہالت اور جہیز کی لعنت کو ختم کرنے، دقیانوسی سماج کی دیواروں کو ڈھانے اور فرسودہ رسم و رواج کو توڑنے کا تہیہ کر چکا ہوں۔ مجھے کہہ لینے دیجئے کہ لڑکے کے مفاد پرست اور خود غرض والدین جہیز کی لالچ میں اولاد کی خوشی کا بھی کوئی خیال نہیں کرتے۔ لیکن جب خود ان کی لڑکی کی شادی کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے تو اس وقت وہ ان من مانا مطالبات دقیانوسی سماج اور فرسودہ رسم و رواج کے خلاف لمبی چوڑی جہیز کے متمنی ہوتے ہیں۔ میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ نوجوانوں سے کہیں زیادہ ان کے والدین جہیز کے لالچی ہوتے ہیں۔ من مانے مطالبات نے کتنے ہی خاندانوں کو زکوٰۃ اور خیرات لینے پر مجبور کر دیا ہے۔

آپ کی بیگم نے سلامی کی بابت دریافت کیا ہے۔ تو میری ان تلخ حقیقتوں کی سلامی انھیں پیش کر دیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سن لیں کہ میں آپ جیسے قوم دشمن، لالچی اور بھیک منگے کے یہاں رشتہ نہیں کرنا چاہتا، آپ کوئی اور گھر دیکھ لیں۔

فقط ——— محمد علیم

دعائے مغفرت

کتب خانہ دارالعلوم کے قدیمی ملازم اشرف الحسن کا ۸ ربیع الثانی مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۸۶ء انتقال ہو گیا، ندوی برادری میں کم ہی لوگ ہوں گے جن کو اشرف الحسن یاد نہ ہوں، اشرف الحسن اپنے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں سے معذور تھے، بہت بچپنہ میں کتب خانہ دارالعلوم میں ملازم ہوئے اور تاحین حیات اسی سے متعلق رہے۔ انتقال سے تین دن پہلے تک کتب خانہ آتے رہے۔ اشرف الحسن الماریوں سے کتابیں نکالکر مطالعہ کرنے والوں کو دیا کرتے تھے، یہ کام اتنے عرصہ تک کیا کہ ان کو کتابوں کے نام، نمبر، الماریاں اور فن تک یاد ہو گئے تھے، ان کی اس خدمت سے نہ جانے کتنے لوگ محقق و مصنف بنے ہوں گے اور مفید کتابیں تصنیف کی ہوں گی، خداوند کریم کی ذات سے امید ہے کہ وہ اپنی شایان شان ان کو اس کا صلہ دے گا اور ان کی دی ہوئی کتابوں سے جو کچھ استفادہ کیا گیا ہے اور اسلام کی خدمت ہوئی ہے اس میں ان کا بھی انشاء اللہ حصہ ہوگا۔

اشرف الحسن کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں اور قارئین و متعلقین سے ان کے لئے ایصال ثواب کی درخواست کریں۔ نماز جنازہ میں علاوہ اعزہ کے دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ اور عملہ شریک رہا، اساتذہ و طلبہ کی بڑی تعداد نے جنازہ کی مشایعت کی اور تدفین میں شریک ہوئے، قارئین سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

جہیز کے نام سے بھیک مانگنے کا ایک نمونہ

(بشکریہ شاداب حیدرآباد)

خدابخش لائبریری میں آمدہ رضوان رضوی صاحب کی ایک دستاویزی پیشکش کے بموجب جہیز کی وبا اور اس کے نتیجے میں رشتوں میں زہر گھولنے کے ذمہ دار خود نوجوان کم، والدین زیادہ ہیں۔ لڑکی لڑکے والوں کے مابین جو خطوط کا تبادلہ ہوا وہ شاید آج ہر گھر کی کہانی ہے۔ رضوان صاحب نے اس کا مندرجہ ذیل متن دیا ہے۔

علیم بھائی!

آپ کا خط ملا۔ آپ نے پہلے جہیز کی فرمائش کے بارے میں جانکاری چاہی ہے۔ یہ تو میں قبل ہی آپ کو بتا چکا ہوں کہ شادی بیاہ کے برے رسم و رواج کو پسند نہیں کرتا۔ تلک یا جہیز کی فرمائش کو مذہبی نقطہ نگاہ اور سماجی نقطہ نگاہ سے لعنت سمجھتا ہوں۔ آپ میرے لڑکے یا اپنی لڑکی کو جو دینا چاہیں دیں یا نہ دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ آپ کا یہ کہنا سو فیصدی درست ہے کہ تلک اور جہیز کی لعنت نے کتنے ہی خاندانوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔ لیکن انشاءاللہ میرے یہاں رشتہ کرنے سے آپ اس لعنت سے محفوظ رہیں گے۔

بہرحال یہ رشتہ بہت اعلیٰ ہے۔ آپ کی لڑکی صورت، سیرت اور صحت کے لحاظ سے ہزاروں میں ایک ہے۔ اس پر علم و عقل، تہذیب و شائستگی سب کچھ ہے۔ ماشاء اللہ۔ اور آپ نے یہ بہت اچھا کیا قرآن پاک کی قرأت اور تفسیر بھی سکھا دی۔ ورنہ اس ماڈرن زمانہ کے مسلمان کہاں ان چیزوں کی طرف توجہ دیتے ہیں چنانچہ اس ماڈرن زمانہ میں بھی آپ کی بچی تمام خوبیوں کی مجموعہ ہے۔ اور پھر آپ کا شاندار فیملی بیک گراؤنڈ۔ میری بیگم کو یہ رشتہ بہت پسند ہے۔ انھوں نے برادری والوں کو بتانے کیلئے آپ سے دریافت کیا ہے کہ جہیز میں سونے کے کون کون سے زیورات آپ دے رہے ہیں؟

آپ کے جواب کا منتظر ——— حامد علی

غریب پرور حامد صاحب!

نوازش نامہ ملا۔ رشتہ کی پسندیدگی کا بہت بہت شکریہ! غریب والدین کی اولاد کی تعریف کی مستحق کہاں۔ میں نے تو دین اور دنیا دونوں کو ملحوظ نگاہ رکھ کر اپنی بچی کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا ہے۔ آج تو ایسے مسلمانوں کی اکثریت ہے جو اب تک تعلیم کی اہمیت کو سمجھ ہی نہیں پائے ہیں اور جو سمجھ بھی پائے ہیں تو ان میں بہت سے ایسے ہیں جو عربی فارسی تو دور رہی۔ اپنے بچے اور بچیوں کو بجائے اردو میڈیم کے صرف ہندی میڈیم میں تعلیم دلوا رہے ہیں اردو سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ایسی حالت میں اردو کیسے زندہ رہے گی اور پھر اردو کے بغیر تہذیب کہاں؟ بہرحال آپ کی بیگم صاحبہ نے جہیز میں سونے کے زیورات کے سلسلے میں دریافت کیا ہے۔ تو ..... جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں انتہائی غریب آدمی ہوں۔ بس دو دو بھر سونے کی بالیاں دیدوں گا۔ اور وہ بھی اس کی مرحومہ ماں کی۔

کمترین ——— محمد علیم

علیم بھائی خط ملا۔ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ آپ دو دو بھر سونے کی بالیاں دے رہے ہیں۔ یہ کم نہیں ہے۔ اب کہاں پرانے زمانے کی چیزیں نصیب ہوتی ہیں جبکہ سونا خالص ہوتا تھا اب تو ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔ اور ہاں یہ تو میں آپ کو قبل ہی بتا چکا ہوں کہ فرمائش کو میں ایک گناہ سمجھتا ہوں۔ مگر علیم بھائی! کانوں میں دو دو بھر سونے کی بالیاں اسی وقت رونق دیتی ہیں جب گلے میں دو دو بھر کا ہار بھی ہو۔ آپ کوشش کریں ہمت اور حوصلہ بڑی چیز ہیں۔ دنیا میں سب کچھ کوششوں ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اور ہاں! جب آپ ہار کے لئے کوشش کریں گے تو دو دو بھر کنگنوں کے لئے بھی لگے ہاتھ کوشش کرلیجئے۔ اس میں آپ ہی کی عزت شہرت نیک نامی ہے۔

مخلص ——— حامد علی

غریب نواز حامد صاحب!

نوازش نامہ ملا۔ میں سونے چاندی کے زیورات سے زیادہ اہم زیور تعلیم سمجھتا ہوں کیا میری بچی میں زیور تعلیم کم ہے؟

نیاز آگیں ——— محمد علیم

علیم بھائی!

آپ کا خط ملا۔ میں آپ کے خیالات اور جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن یہ آپ ذہن نشین کرلیں کہ آج کل سماج میں سونے چاندی کی اہمیت زیادہ ہے۔ زیور علم کی قدر کرنے والے آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ لیکن میں بذات خود علم کی قدر کرتا ہوں۔ پھر بھی آج کے بدلتے ہوئے حالات میں اگر آپ اس ماڈرن سوسائٹی کو شکست دینا چاہتے ہیں تو زیور طلا سے دیجئے۔ دو دو بھر کی بالیاں، دو دو بھر کا ہار اور دو دو بھر کا کنگن بہت شاندار رہیں گے اور یہ آپ کی ہمت مردانہ کے آگے کوئی مشکل نہیں۔ اللہ پر بھروسہ کر کے آج ہی آرڈر دیجئے رقم کا انتظام کہیں نہ کہیں ہو ہی جائے گا۔ اور ہاں! فرنیچر میں آپ کیا دے رہے ہیں؟

جواب کا منتظر ——— حامد علی

کرم فرما حامد صاحب!

آپ نے فرنیچر کے بارے میں دریافت کیا ہے تو عرض ہے کہ کسی بھی طرح سے ایک مسہری دے دوں گا بستر سمیت۔ آپ کی نوازشوں کا

غلام ——— محمد علیم

علیم بھائی!

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ آپ بستر سمیت ایک مسہری دے رہے ہیں تو ذرا لگے ہاتھ یہ بھی بتادیں کہ ڈائننگ ٹیبل کے ساتھ آپ کتنی کرسیاں دے رہے ہیں؟

نیک خواہشات کے ساتھ ——— حامد علی

غریب پرور حامد صاحب!

خلوص بیکراں! نوازش نامہ ملا۔ آپ نے ڈائننگ ٹیبل کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں کبھی میں نے سوچا نہ تھا، اور نہ اس پر غور کرنے کے لئے میرے پاس وقت ہی ہے۔ میری حالت پر رحم کیجئے حامد صاحب عین نوازش ہوگی۔

خاکسار ——— محمد علیم

علیم بھائی خط ملا، آپ کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ آج کل بیڈ روم اور ڈائننگ روم فرنیچروں کے درجنوں ڈیزائن نکل آئے ہیں۔ کوئی بات نہیں، اگر آپ نے اپنی مصروفیات میں ابھی تک ڈیزائن کے انتخاب پر غور نہیں کیا ہے تو کسی دن وقت مقرر کر کے آپ میرے ساتھ پٹنہ چلیں وہاں مختلف نمونے دیکھ کر ہم دونوں ایک رائے پر متفق ہو جائیں گے، اور ہاں! پتہ نہیں آپ لڑکے کو کون سی گھڑی دے رہے ہیں، بہتر ہے ہم لوگ پٹنہ ہی میں لڑکے کے لئے سیکو فائیو گھڑی خرید لیں گے کل ہی لڑکے نے میرے سامنے ٹی۔ وی کا ذکر کیا تھا لیکن میں نے آپ کی حالت کے پیش نظر اسے ڈانٹ پلائی اس لئے علیم بھائی، آپ ٹی۔ وی کے لئے فکرمند نہ ہوں، بس پٹنہ ہی میں ہم لوگ بجائے ٹی۔ وی کے ایک عمدہ سا ٹیپ ریکارڈ خرید لیں گے، لڑکے کے لئے بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، بس ایک لونا کافی ہے، انشاءاللہ میں لڑکے کو مطمئن کر لوں گا۔

مخلص ——— حامد علی

میرے کرم فرما حامد صاحب!

سونے کے زیورات، فرنیچر، سیکو فائیو گھڑی لونا اور ٹی۔ وی کا مطالبات تو مجھے ٹی۔ بی میں مبتلا کرتے جا رہے ہیں۔ مجھے اس مہلک مرض سے بچائیے، میرے حال پر رحم کیجئے میں انتہائی غریب آدمی ہوں۔

احقر ——— محمد علیم

کریم بھائی! یہ تو میں قبل ہی کئی بار آپ کو یقین دلا چکا ہوں کہ میں جہیز کا قائل نہیں مجھے آپ کی پریشانیوں کا احساس ہے۔ بس جو چیزیں آج کے سماج میں رائج ہیں وہی تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ انھیں مطالبات سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی حماقت ہے مطالبات پر لعنت بھیجئے علیم بھائی، لیکن ہاں آج کل غریبوں کے لئے فرنیچر، گھڑی، ٹیپ ریکارڈ وغیرہ خریدنا بالکل آسان کام ہے۔ ان دکانداروں سے میرے اچھے تعلقات بھی ہیں۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی مجبوری ہو تو میں قسط پر بات کرادوں گا۔ آپ بروقت نصف قیمت ادا کر کے اسٹامپ کا کاغذ لکھ دیجئے گا۔ بس اللہ اللہ خیر سلا۔ آپ کے مکان پر بینک کا قرض بھی مل سکتا ہے۔ یا اگر آپ اپنی بچی کے نباہ کے لئے اپنا مکان فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو بلا جھجک فرمائیں، انشاءاللہ میں خریدار بھی مہیا کرادوں گا۔ خیر جو آپ بہتر سمجھیں میں آپ کی ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔ لڑکے کی ماں نے دریافت کیا ہے کہ دولہا کے نکاحی جوڑے کے لئے آپ نے کتنی رقم رکھی ہے۔

مخلص ——— حامد علی

میرے مہربان حامد صاحب!

نکاحی جوڑے کے لئے میں نے پانچسو روپے الگ کر دیئے ہیں اگر آپ کی بیگم فرمائیں گی تو پھر کسی طرح ساڑھے پانچسو کر دوں گا۔ اس سے زیادہ کی صلاحیت مجھ میں نہیں ہے۔

خاکسار ——— محمد علیم

علیم بھائی خط ملا، نکاحی جوڑے کے لئے پانچسو روپے بہت ہی کم ہیں۔ آج کل درزی ہی ایک سوٹ کی سلائی ڈھائی سو کر

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

عالم اسلام

محمود الازہار ندوی

جلالۃ الملک کے بجائے خادم الحرمین الشریفین

سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز نے ولی عہد سلطنت شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو ایک شاہی فرمان کے ذریعہ ہدایت کی ہے کہ ان کو جلالۃ الملک کے بجائے خادم الحرمین الشریفین لکھا جائے اسی فرمان میں یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ تعظیم اور تکریم کے الفاظ جیسے مولائی، المعظم کے استعمال سے بھی احتراز کیا جائے۔

خادم الحرمین نے یہ فرمان ۲۹/۲/۱۴۰۷ھ یکم نومبر ۱۹۸۶ء کو جس کا نمبر ۴۲۵/را ہے میں ولی عہد اول نائب وزیر اعظم اور نیشنل ہوم گارڈ کے سربراہ شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو ہدایت بھیجی ہے۔

بھی اس کے استعمال سے احتراز کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد کے ادوار میں اس کا استعمال ہونے لگا، سعودی عرب میں شاہی نظام کے قیام کے بعد اس لفظ کا استعمال ایک بار پھر شروع ہو گیا تھا۔ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل مرحوم کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ انھوں اس لفظ کا استعمال اپنے لئے ممنوع قرار دے دیا تھا اور شاہ خالد کے زمانے میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا لیکن رفتہ رفتہ ذرائع ابلاغ میں یہ لفظ پھر استعمال ہونے لگا۔ اب کی بار شاہ فہد نے سختی سے حکم دیا ہے کہ تمام سرکاری و غیر سرکاری مراسلات میں اسے ترک کر دیا جائے اور اس کی جگہ خادم الحرمین الشریفین کا لقب استعمال کیا

رسالة ملكية

[illegible]

فهد بن عبدالعزيز آل سعود

اس فرمان میں خادم الحرمین الشریفین نے اس تاریخی فیصلہ کے اس اعلان کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں انھوں نے یہ کہا تھا کہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے نام کے ساتھ جلالۃ الملک کا لقب استعمال کیا جائے۔ خادم الحرمین الشریفین نے یہ اعلان ۲۴/۲/۱۴۰۷ھ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ اس فرمان میں یہ بھی ہدایت ہے کہ مولائی، معظم اور اس جیسے الفاظ سے احتراز کیا جائے اور موقع محل کے اعتبار سے وزیر اعظم (رئیس مجلس الوزراء) اور مسلح افواج کے کمانڈر ان چیف کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

لفظ جلالت کے استعمال پر ہمیشہ دینی حلقوں نے بعض تحفظات کا اظہار کیا ہے اس لئے کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت و بزرگی کے لئے استعمال ہوتا ہے قرون اول میں یہ لفظ نہیں استعمال کیا جاتا تھا خلفاء اور بادشاہ

جائے۔ شاہ فہد نے اس سے قبل بھی یہ بات کہی تھی کہ جلالۃ الملک کا لقب استعمال کرنے سے احتراز کیا جائے، لیکن ذرائع ابلاغ نے واضح تحریری حکم نہ ملنے کے باعث اس پر عمل نہیں کیا تھا۔

وسط ایشیا کی روسی ریاستوں میں اسلام کے خلاف مہم ناکام

روس کو اس بات پر سخت تشویش ہے کہ وسط ایشیا کے علاقوں میں اسلام کے خلاف اس کی بھرپور مہم کے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے اور لوگ تیزی سے اسلام کی طرف مراجعت کر رہے ہیں حتیٰ کہ کمیونسٹ پارٹی کے مقامی لیڈر اسلامی اقدار و عبادات کی پابندی کرتے ہیں۔ ماسکو ریڈیو نے جمہوریہ تاجکستان میں کمیونسٹ پارٹی کی کانفرنس کی روئیداد کے حوالے سے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ گذشتہ اگست میں ضلع فرغانہ میں ڈھائی ہزار لیکچررز کو مذہب کے خلاف پروپیگنڈہ کے لئے مہینہ بھر کے لئے چھٹی دی گئی لیکن یہ مہم بری طرح ناکام ثابت ہوئی۔

تاجکستان میں مسلمان اپنی کاروں کو قرآنی آیات سے مزین کرتے ہیں۔ السنہ مشرقیہ میں ڈگریاں حاصل کرنے والے زیادہ تر طلباء عالم بننے کو ترجیح دیتے ہیں۔ نوجوان اپنی شادی اسلامی طریقے سے کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں رمضان المبارک میں باقاعدگی سے روزے رکھے جاتے ہیں تاجکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ابھی تک شرعی قوانین پر عمل کرتا ہے۔ بعض علاقوں میں مسلمان سرگرم عمل ہیں جو تبلیغ کے لئے دینی موضوعات پر فلمیں، کتابیں اور کیسٹ وغیرہ فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح بعض علاقوں میں مذہب کے بارے میں سروے کرایا گیا تو اس میں تین چوتھائی لوگوں نے مذہب کو مفید قرار دیا۔

سمرقند میں کمیونسٹ پارٹی کے سکریٹری جنرل کو اس بنا پر برطرف کر دیا گیا کہ اس نے ایک گاؤں سرائے عبداللہ میں مسجد کی تعمیر کی اجازت دیدی تھی اور دیہاتی مسجد میں نماز کے لئے باقاعدگی سے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ایک پارٹی لیڈر کو اس بنا پر پارٹی سے نکال دیا گیا کہ اس نے اپنے بچے کے ختنے کرائے تھے دوشنبہ (آباد) میں ایک اور پارٹی لیڈر عبدالکریم نے اپنے بیٹے کی شادی اسلامی طریقے سے کی جس پر اسے معتوب کیا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کمیونسٹ حلقوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر تیزی کی تو صورت حال قابو سے باہر ہو جائے گی۔ فوری طور پر نصاب بدلا جائے، اور بچوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالی جائے کہ وسط ایشیا میں اسلام کے پھیلنے اور عربوں کی فتوحات کے منفی نتائج برآمد ہوئے۔

سعودی عرب تیل کے نرخوں میں اضافہ کیلئے ایران سے تعاون کریگا

سعودی عرب کے شاہ فہد بن عبدالعزیز نے تیل کے نرخوں میں اضافہ پر زور دیا ہے اور ایران کو ایک خصوصی پیغام بھی بھیجا ہے جس میں اوپیک کے معاملات میں تعاون پر رضامندی ظاہر کی ہے واضح رہے کہ چند روز قبل ایکواڈور میں تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم کے رکن ممالک کے وزراء کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ ہونے والے اجلاس میں تیل کے نرخ بڑھانے سے متعلق سعودی عرب کے مطالبہ پر غور کیا جائے گا۔ اس وقت تیل کا نرخ پندرہ ڈالر فی بیرل ہے جبکہ سعودی عرب یہ نرخ اٹھارہ ڈالر فی بیرل چاہتا ہے۔ خبر میں سعودی ذرائع کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے۔ شاہ فہد نے کابینہ کے اجلاس میں بتایا کہ سعودی تیل کے نرخوں میں اضافے کے لئے کوشش جاری رکھے گا، ان ہی ذرائع نے بتایا کہ شاہ فہد نے اس سلسلہ میں ایرانی صدر علی خامنہ ای کو ایک پیغام بھی بھیجا ہے جس میں تیل کے نرخوں میں اضافے سے متعلق ایران کے موقف کی حمایت کی ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان تعاون پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

افغانی پائلٹ نے پاکستان میں سیاسی پناہ لے لی

اسلام آباد خارجہ دفتر کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ افغان ایرفورس کے ایک پائلٹ نے روسی ساخت کا مگ ۲۱ طیارہ اتارنے کے بعد پاکستان میں سیاسی پناہ کے لئے درخواست دیدی ہے۔ سرکاری رپورٹوں کے مطابق اس افغانی پائلٹ نے یہاں سے شمال مغرب میں تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر دور کوہاٹ کے ہوائی اڈے پر اپنے طیارے کی ایمرجنسی لینڈنگ کی۔ پاکستان کی سیکورٹی فورس نے فوراً طیارے کو گھیر لیا اور پائلٹ کو اپنی حراست میں لے لیا۔ یہاں کی رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں روسی مداخلت کے بعد یہ ساتواں افغان باشندہ ہے۔ جو پاکستان میں سیاسی پناہ لے چکا ہے۔

عالم عرب کو ریل کے ذریعہ ملانے کا منصوبہ

تمام عرب ممالک کو ریلوے لائن سے ملانے کا ایک منصوبہ گذشتہ کئی برسوں سے زیر غور رہا ہے عرب معاشی تعاون کونسل کی کوششوں سے اب ایک ایسے منصوبے کے خدوخال ابھر رہے ہیں جن کے نتیجہ میں بحر اوقیانوس سے خلیج فارس اور جنوبی سوڈان تک ریلوے لائن کا ایک جال بچھا دیا جائے گا۔ شام کے شہر حلب میں تمام عرب ریلوے فیڈریشن کے سکریٹری جنرل صابونی نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ اس وقت ایک ایسے پراجکٹ پر غور ہو رہا ہے جس کے تحت تمام عالم عرب کو ریل کے ذریعہ ملا دیا جائے گا۔

اس عرب ریلوے لائن کا مرکزی جنکشن سعودی عرب ہوگا۔ یہاں سے ریلوے لائن مغرب میں جدہ سے مصر، سوڈان، لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش اور ماریطانیہ جائے گی۔ مشرق کی سمت میں ریلوے لائن کے دو راستے ہوں گے پہلا راستہ شام، اردن اور سعودی عرب کو ملائے گا اور دوسرا راستہ شام، عراق، سعودی عرب، خلیج کے ممالک

اور یمن کو ملائے گا۔ ایک اور لائن شام کو لبنان سے ملائے گی۔

بعد میں اس عرب ریلوے لائن کو ایران تک توسیع کی جا سکتی ہے۔ ایران اور پاکستان کے درمیان پہلے ہی ریلوے لائن موجود ہے اگر عرب ریلوے لائن کا یہ منصوبہ مکمل ہو گیا تو اس بات کا امکان ہے کہ برصغیر جنوبی ایشیا کے ملکوں کے زائرین حج مستقبل میں بذریعہ ٹرین حج کر سکیں گے۔ مصر کو چھوڑ کر جہاں ریلوے کا کافی بڑا انتظام موجود ہے تمام عرب ممالک میں صرف ۱۶ ہزار میل ریلوے لائن ہے عرب ممالک میں ریل مزدوروں کی تعداد پچاس ہزار ہے۔ ہر سال عرب ممالک میں ریلوے کے ذریعہ لاکھوں افراد سفر کرتے ہیں اور کروڑوں ٹن مال ڈھویا جاتا ہے۔

عرب ریلوے فیڈریشن کا قیام ۱۹۷۹ء میں عمل میں آیا تھا۔ ابتداء سے ہی فیڈریشن ایک عرب ریلوے لائن کے منصوبہ پر غور کر رہی ہے۔ اس فیڈریشن کے ممبر ملکوں میں مندرجہ ذیل ممالک شامل ہیں: شام، اردن، لبنان، عراق، لبنان، الجزائر، لیبیا، مراکش، سوڈان اور سعودی عرب۔ مسٹر صابونی نے بتایا کہ عرب معاشی تعاون کونسل عرب ریلوے منصوبہ پر غور کرنے کے بعد اس کی منظوری دے گی۔

عرب ریلوے لائن کی تعمیر میں سب سے بڑا مسئلہ سلامتی کا ہے۔ اور دوسرا بڑا مسئلہ سرمایہ کاری کا ہے۔ سعودی عرب کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ سلامتی کے مسئلہ کی وجہ سے عرب ریلوے لائن میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ عرب ممالک کے درمیان نظریاتی اور سیاسی اختلافات بھی اس منصوبے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ سعودی عرب میں مشرقی خلیج فارس کے ساحل پر واقع بندرگاہ دمام سے ریاض تک ایک جدید ریلوے لائن تعمیر کی جا چکی ہے۔

بحرین اور سعودی عرب کے درمیان پل کا افتتاح

سعودی عرب کے شاہ فہد اور امیر بحرین شیخ عیسیٰ بن سلمان خلیفہ الخلیفہ نے مشترکہ طور پر کل ۲۵ کلومیٹر طویل بحرین سعودی پل کا افتتاح کیا۔ یہ پل خلیج عرب پر تعمیر کیا گیا ہے اور اس پل نے دو خلیجی ملکوں کو ایک دوسرے مربوط کیا ہے۔ ایک مصنوعی جزیرے پر منعقدہ تقریب کے دوران کئی سعودی جیٹ اواکا طیارہ قطار در قطار دیکھے گئے تھے۔ یہ جزیرہ ۵۶۴ ملین ڈالر کے خرچ سے تعمیر کردہ پل کے درمیان میں واقع ہے۔ اس پل کو دنیا کا سب سے مہنگا پل کہا گیا ہے اور ہالینڈ کی ایک فرم بلاسٹ نیڈم نے تعمیر کیا ہے۔ شاہ فہد اور امیر بحرین نے بیک وقت دو علیحدہ بٹن دبا کر یادگار سنگ کی نقاب کشائی کی تھی۔ اس پل کا نام شاہ فہد رکھا گیا ہے اور دنیا کا دوسرا بڑا روڈ برج ہے دنیا کا سب سے بڑا ۳۸.۴ کیلومیٹر طویل پل لیانا میں پونچارٹرین جھیل پر واقع ہے۔ اس پل سے پانچ دیگر پل آ کر ملتے ہیں۔ سعودی عرب اور بحرین دونوں نے اس موقع پر ۲۰ ہزار خصوصی طلائی سکے اور خصوصی ڈاک ٹکٹ جاری کئے ہیں۔ یہ نیا پل نہ صرف چھوٹے سے جزیرے بحرین کو خلیجی تعاون کونسل اپنے پانچ ساتھی ملکوں سے جوڑے گا بلکہ پہلی مرتبہ بحرین کو سڑک کے ذریعہ براہ شام اور اردن سے جوڑے گا۔ اب براہ سڑک یورپ بحرین سے صرف پانچ ہزار کلومیٹر دور ہوگا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شاہ فہد نے اس پل کو بیسویں صدی عیسوی کا معجزہ قرار دیا تھا۔ امیر بحرین نے کہا کہ یہ نیا پل سعودی عرب اور بحرین کے درمیان تاریخی روایتی ثقافتی اور تجارتی روابط کی علامت ہے۔

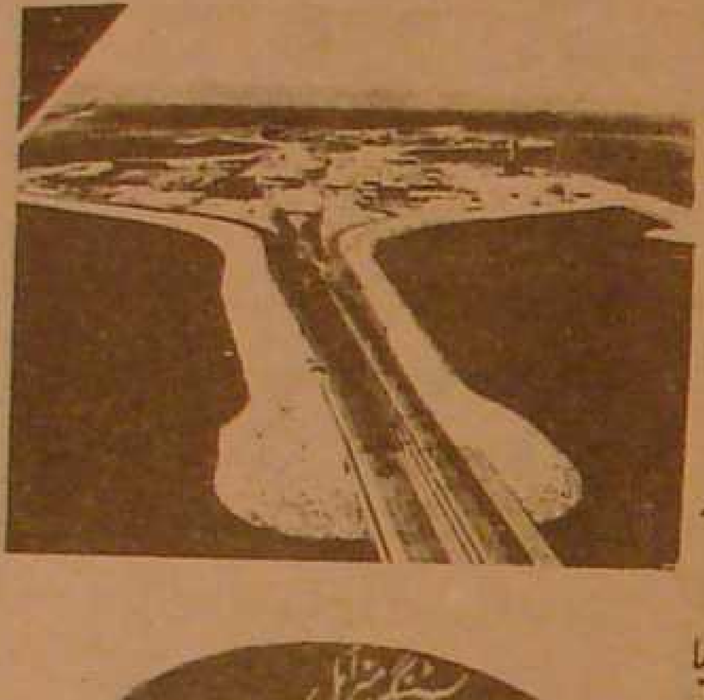

ایک مجاہد سٹنگر میزائل سے نشانہ لیتے ہوئے

سٹنگر میزائل: جنگ افغانستان کا فیصلہ کن مرحلہ

خبر ہے کہ امریکہ کی طرف سے دی گئی سٹنگر میزائیل کی پہلی کھیپ افغان مجاہدین کو مل چکی ہے اور یہ واثق امید کی جا رہی ہے کہ اس اینٹی ایئرکرافٹ میزائیل کے مجاہدین کو مل جانے سے افغان گوریلا جنگ کا پانسہ پلٹ سکتا ہے۔ اس سے پہلے روسی فوجیوں کی بڑی مشکل یہ تھی کہ زمینی جنگ میں ان کے آرمرڈ ڈویژن بیکار تھے اور مجاہدین کی بڑی مشکل یہ تھی کہ ان کے پاس روسی ہوائی حملوں خاص طور پر گن شپ ہیلی کاپٹر کا کوئی توڑ نہیں تھا مجاہدین کا زیادہ تر انحصار گھات لگا کر یا شب خون مار کر گوریلا حملوں پر تھا جبکہ روسی ہوائی حملوں پر زیادہ انحصار رکھتے تھے۔

مجاہدین کو سٹنگر میزائل فائر کرنے کی تربیت ایک خفیہ کیمپ میں امریکی ماہرین دے رہے ہیں۔ امریکی نامہ نگار کا کہنا ہے کہ اس نے بچشم خود بمو پر نگر ... میں موجود درہ خیبر سے پچاس میل مغرب میں ہے اتحاد اسلامی کے مجاہدین کو یہ تربیت حاصل کرتے دیکھا ہے کم از کم پانچ میزائیلوں کا کامیاب تجربہ بھی ہو چکا ہے ۲۷ اور ۲۸ اکتوبر کے درمیان ان میزائیلوں کے استعمال سے کابل اور ننگرہار کے علاقے میں، تین روسی ہیلی کاپٹر اور ایک روسی جیٹ کو مار گرایا گیا، جس کے نتیجے میں جلال آباد کے ہوائی اڈے سے تمام روسی جنگی ہوائی جہازوں کی اڑان فی الفور بند کر دی گئی۔

نامہ نگار کے مطابق، ۹ میزائیل خچروں پر لاد کر اس کیمپ میں لائے گئے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اور ان میزائیلوں کو فوراً مناسب جگہوں پر لگا دیا گیا کہ جیسے ہی جلال آباد کے ہوائی جہاز اڑیں انھیں فوراً نشانہ بنا لیا جائے۔ مگر روسیوں نے چونکہ ہوائی اڈے کو بند کر دیا تھا، لہٰذا کوئی جیٹ وغیرہ ہوا میں بلند نہ ہوا۔ سٹنگر میزائیل کندھے سے لانچ ہوتا ہے اور اس کا گائیڈ کرنے کا سسٹم اس قدر صحیح ہے کہ دشمن کے دھوکا دینے والے چھوڑے ہوئے شعلے اس پر اثر انداز نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ اس کا نشانہ سو فیصد درست ہوتا ہے۔

سٹنگر کے صحیح استعمال کو ترقی دینے کے لئے میزائیل کی سپلائی پر کچھ شرائط عائد کی گئی ہیں۔ امریکہ نے ۳۰۰ میزائیل دے کر اس عمل کی ابتدا کی ہے اب ہر گرائے جانے والے جہاز پر دو عدد میزائیل اور دیں گے جس ایئر مین کا نشانہ خطا گیا اسے واپس ٹریننگ کیمپ آ کر مزید ٹریننگ حاصل کرنا ہوگی۔

اب تک کے نتائج بڑے حیران کن ہیں۔ شروع میں حاصل کی گئی کامیابی جو ۸۰ فیصد کے لگ بھگ قائم رہی تو چار میل کے دائرے میں تمام روسی ہیلی کاپٹر اور جیٹ سخت خطرے کی زد میں ہیں۔ اگر روسی اپنی ہوائی برتری قائم رکھنا چاہیں گے تو انھیں آنے والے چند ماہ میں اپنے سیکڑوں ہوائی جہازوں کی تباہی کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔ جس طرح ہنی بال کے ہاتھیوں اور گھوڑوں کو آگ کے رنگوں نے ڈرا کر بھگا دیا تھا، اسی طرح سٹنگر میزائیل کو یاد رکھا جائے گا کہ اس ٹکنالوجی نے روسی ہوائی برتری کو خاک میں ملا کر جنگ کا نقشہ الٹ دیا۔

سوویت جنگی اہمیت کو اس وقت شدید خطرہ درپیش ہے۔ اب تک روسی جنگی ہوائی جہازوں نے مجاہدین کے پہاڑی ٹھکانوں پر بمباری کرنے دور دراز مقامات پر اسلحہ اور خوراک پہونچانے، زخمیوں کو خالی کرنے اور خفیہ مقامات پر چھاپے مارنے کیلئے بڑا کام کیا ہے جس کا مجاہدین کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ اب مجاہدین کے ہاتھ یہ ہتھیار آ جانے سے روسیوں کی برتری کو سخت چیلنج کا سامنا کرنا پڑے گا دور دراز پھیلی چوکیوں کو بھی خالی کرنا پڑے گا ورنہ وہ ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ انھیں اپنے ہوائی اڈوں کو مجاہدین کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے بے پناہ اخراجات کا بوجھ بھی برداشت کرنا ہوگا۔ اور اپنے جنگی جہازوں کو سٹنگر میزائیل سے محفوظ کرنے کے لئے حفاظتی کل پرزے بھی لگانا پڑیں گے جن کو ابھی ایجاد کرنا باقی ہے۔

لیکن سٹنگر کا سب سے زیادہ اثر نفسیاتی اور سیاسی ہوگا۔ اب تک روسیوں کی ٹکنالوجی برتری نے افغان سیاسی لیڈروں کو یا تو روسیوں کی طرف جھکاؤ رکھنے پر مجبور رکھا ہے یا انھوں نے نیم غیر جانبداری اختیار کیے رکھی ہے کیونکہ ان کا اندازہ تھا کہ روسیوں کے افغانستان سے چلے جانے کے امکانات کم نظر آتے تھے۔ پہلے جن بہت سے قبائلی سرداروں نے رقم یا اسلحہ حاصل کر کے مجاہدین کے خلاف ملیشیا کے طور پر کام کرنے کی حامی بھری تھی اب نئی سوچ سوچنے پر مجبور ہوں گے۔

اب تک قبائلی ملیشیا کو اپنے دیہات اور ٹھکانوں کے لئے جو ہوائی حفاظت میسر تھی، اگر مفقود ہو گئی یا بہت کم ہو گئی تو وہ [illegible]

[illegible]

مطالعہ کی میز پر

ماہنامہ ذکر و فکر (دہلی)

اڈیٹر : پروفیسر خواجہ احمد فاروقی
قیمت سالانہ : ۲۰ روپے
ملنے کا پتہ : اوکھلا، ڈاکخانہ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

اس رسالہ کا پہلا شمارہ ربیع الاول کے آخر میں شائع ہوا ہے، اس کی مجلس ادارت جناب سید صباح الدین عبد الرحمن صاحب، پروفیسر خلیق احمد نظامی، مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی اور چیف اڈیٹر خواجہ احمد فاروقی پر مشتمل ہے، یہ مجلس ادارت اس بات کی ضمانت ہے کہ یہ رسالہ علمی دینی اور ادبی لحاظ سے ممتاز ہوگا، اور صحافت کی ایک بڑی کمی بلکہ خلا کو پر کرے گا،

زیر نظر مضامین افتتاحیہ ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی کے قلم سے، دوسرا اداریہ پروفیسر فاروقی کے قلم سے ہے، دونوں اداریے اپنے اپنے رنگ میں زبان وادب کے حسین مرقع ہیں۔ مضامین عالم اسلام کے متعلق، اعداد وشمار کے ساتھ تاریخی اور علمی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں، عصر حاضر کے دینی رجحانات پر ایک سیر حاصل علمی مقالہ ہے۔

ادبی صفحات میں ایک نظم احساس نایابی پروفیسر اختر کمالی کے قلم سے پاکیزہ جذبات کا اعلیٰ نمونہ ہے اور نئے انداز کی نعت ہے، البتہ خیال ہوتا ہے کہ یہ نظم پہلے بھی کہیں نظر سے گذر چکی ہے اور قند مکرر کی حیثیت سے اس شمارہ میں تبرکاً دیدی گئی ہے، لیکن اس کے علاوہ سب مضامین نئے ہیں، حواشی دریابادی ادب عالیہ کا مرقع ہے۔

اردو کی بزم صحافت کے اس نووارد کا ہم گرم جوشی سے استقبال کرتے ہیں اور پروفیسر فاروقی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

بابری مسجد تاریخی پس منظر اور پیش منظر کی روشنی میں

از :۔ جناب صباح الدین عبد الرحمن صاحب ناظم دار المصنفین۔
شائع کردہ۔ دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڈھ

بابری مسجد کے سلسلہ میں عرصہ سے چلنے والے جھگڑے نے جو در اصل انگریزوں کا پیدا کردہ اور شر پسندوں کے لئے ایک سیاسی حربہ کی حیثیت کے سوا کوئی اور حیثیت نہیں رکھتا ایک سال سے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ اس مسئلہ نے بہت سی قیمتی جانوں کو ضائع کر دیا ہے اور ایک مستقل خطرہ کی شکل میں اقلیت واکثریت کے مابین آگ کا شعلہ بھڑکانے کا سبب بنا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں بے شمار مضامین لکھے جا چکے ہیں۔

جناب سید صباح الدین عبد الرحمن صاحب نے جن کی تاریخ ہند پر گہری نگاہ ہے اس مسئلہ کا تحقیقی جائزہ ٹھوس ولائل وشواہد کی روشنی میں پیش کیا ہے جس سے حقائق کھل کر سامنے آجاتے ہیں اور اس مسئلہ کی سازش کا پول کھل جاتا ہے۔ مولف کتاب نے اس کی تحقیق کے لئے کلکتہ کا سفر کیا لکھنؤ ندوۃ العلماء کے مشہور کتب خانہ سے استفادہ کے لئے آدمی بھیجا اور ہر طرح سے تحقیق وجستجو کے بعد یہ کتاب تیار کی گئی اس سلسلہ کے قیمتی مضامین جناب صباح الدین عبد الرحمن صاحب ہی کے قلم سے قارئین تعمیر حیات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کتاب نے بابری مسجد کے قضیہ کو آئینہ کی طرح سامنے رکھ دیا ہے کتاب کا مطالعہ کرنے والا حقیقت حال کا آسانی سے پتہ لگا سکتا ہے اور اگر عدل وانصاف کھرچ کر اس کے دل سے نکال نہیں دیا گیا ہے تو اس حقیقت کے اعتراف میں اس کو ذرا باک نہ ہوگا کہ یہ ایک مسجد ہے جو کائنات کے خالق کی عبادت کے لئے بنائی گئی تھی اور اس کی تعمیر میں کسی بھی فرقہ کی ادنیٰ دل آزاری نہیں کی گئی تھی

فیضان محبت :

آج سے چھ سال قبل مکتبۂ فردوس مکارم نگر لکھنؤ سے حضرت مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ کے عارفانہ اشعار کا مجموعہ "عرفان محبت" حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم کے مفصل مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا تھا، کتاب پر محدث وقت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ، اور مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ ناظم دعوۃ الحق کی تقریظ، اور مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ ناظم مجلس اشاعت الحق کراچی پاکستان کا تفصیلی تعارف بھی شائع ہو گیا تھا، کتاب کو قبولیت عام حاصل ہوئی اور دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو گیا آج سے ایک سال قبل مولانا محمد قمر الزماں صاحب نے "فیضان محبت" کے نام سے "عرفان محبت" کی تشریح حضرت مولانا مدظلہ کی مجالس عارفانہ ہی کی روشنی میں مرتب کر دیا ہے مولانا قمر الزماں صاحب، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رح کے خویش ومجاز ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جن علماء اور بزرگوں سے تعلق تھا، ان سے عقیدتمندانہ ونیازمندانہ تعلق بھی رکھتے ہیں ان حضرات میں سر فہرست حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی اور عالم اسلام کے مشہور داعی ومفکر مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ہیں انہیں حضرات کے مشورہ وسرپرستی میں مدرسہ عربیہ بیت العلوم قائم کیا، اور محنت وجانفشانی کے ساتھ اس کا نظام چلا رہے ہیں ان سب چیزوں نے مولانا قمر الزماں صاحب کے دینی ودعوتی جذبات اور صلاحیتوں کو مزید جلا بخش دیا ہے لہذا فیضان محبت بہت مؤثر اور دلکش انداز میں زیور طبع سے آراستہ ہو گئی ہے، کتاب کا پڑھنے والا اپنے کو صاحب "عرفان محبت" کی مجلس میں بیٹھا اور فیضیاب ہوتا محسوس کرتا ہے۔

اقوال سلف (حصہ اول)

مرتبہ : مولانا محمد قمر الزماں صاحب
ناشر : مکتبہ دار المعارف، الہ آباد
قیمت : اکیس روپے

کتاب عالم ربانی۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "طبقات کبریٰ" کا تلخیص وترجمہ ہے جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے کر دسویں صدی ہجری تک کے مختلف اکابر وبزرگان دین کے ملفوظات عالیہ درج ہیں جو پڑھنے والے کے دل میں عمل بالشریعت کا شوق وجذبہ پیدا کرتے ہیں، اور روحانی غذا ملنے کے ساتھ دعوت وعمل کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے، کتاب کے سارے مضامین مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ کے سننے اور تصویب کے بعد طباعت کے مراحل سے گذرے اس کی تاثیر کو مولانا مدظلہ کی دلچسپی اور جذبۂ دعوت نے اور بڑھا دیا ہے، کتابت وطباعت کا معیار بھی اعلیٰ ہے امید ہے کہ اہل ذوق وطلب اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے، اور کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچے گی۔ روح کو جلا بخشنے والی یہ کتاب اقیۃ السلف حضرت مولانا محمد احمد صاحب کے تعارف اور مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء کے مقدمہ سے اور زیادہ مفید بن گئی ہے۔

مولانا محمد قمر الزماں صاحب نے طبقات کبریٰ میں مندرجہ اقوال کے علاوہ دوسری مستند کتابوں سے حضرات صحابہ، ازواج مطہرات، تابعین وغیرہم کے ارشادات وملفوظات کا اضافہ فرمایا ہے، سب سے اول حضرت شاہ ولی اللہ رح کی چہل حدیث مترجم مولانا عبد الماجد ندوی رح اور نبی رحمت مؤلفہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ سے حجۃ الوداع کے خطبات، ہندوپاک کے بعض مشاہیر صوفیا کے ارشادات اور عالم عربی کے مشہور عالم یوسف القرضاوی کی تصوف کے بارے میں نہایت مفید رائے بھی نقل فرما دی ہے جو ان کی کتاب "ثقافۃ الداعیہ" ترجمہ مولانا فضل الرحمن ندوی سے ماخوذ ہے۔ مولانا محمد قمر الزماں صاحب کے ان اضافوں نے کتاب کو بہت مفید ومؤثر بنا دیا ہے۔ اصلاح حال کی فکر کرنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ مرشد کا کام دے گا۔

ندائے ملت خصوصی شمارہ

ندائے ملت لکھنؤ نے اپنا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا ہے جس میں بیشتر مضامین تعلیم سے متعلق ہیں، آزادی کے بعد ہمارے ملک کا نظام تعلیم ہماری جدید نسل کے ذہن کو دین وعقیدہ سے جتنی دور لے جا رہا ہے یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، دینی تعلیمی کونسل کے تیار کردہ لٹریچر نے بہت سے پردے اٹھا دیے ہیں، ندائے ملت اس سلسلہ میں برابر مضامین شائع کرتا رہا ہے اس خصوصی نمبر سے بہت سے حقائق سامنے آجاتے ہیں لہذا اس کا مطالعہ کرنا اپنی جدید نسل کے مستقبل کے بارے میں سوچنے کی راہیں کھولے گا، مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کا بنارس کانفرنس کا خطبۂ صدارت بھی اس شمارہ میں شامل ہے۔

بقیہ عالم اسلام

وہ یوں کہ روسی فوج کا سب سے بڑا گیریزن کابل سے تھوڑی دور سمرول کے مقام پر ہے اسی گیریزن کا کابل سے جسمانی رابطہ کاٹنے کے لئے ایک چھوٹی سی سڑک ہے اسے کاٹ کر گیریزن کو محصور کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہونے سے انکی ریڑھ کی ہڈی پر ضرب پڑے گی اور اس علاقے میں سوائے ہوائی رابطے کے دوسرا فوجی مورچہ افغان روسی فوجیوں کی طرف سے ناقابل ذکر حد تک بااثر نہیں رہ جائے گی۔

مندرجہ بالا حالات کو محض خوش فہمی پر محمول سمجھا جائے اس کے امکانات نہیں اگر مجاہدین سات سال تک جنگ لڑ سکتے ہیں تو جنگ یہ رخ بھی اختیار کر سکتی ہے۔ روس کے حواری یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر ایسی نوبت آگئی تو روس ایٹم بم کا استعمال کرے گا مگر یہ محض گیدڑ بھبکی ہے اگر امریکہ کوریا اور ویتنام میں ایٹم بم استعمال نہ کر سکا تو روس کو کوئی آسمان سے اتری ہوئی طاقت نہیں جو یہ جرأت کر سکے۔

دیدار طور

شعیب اسلم ندوی — دوسری قسط

ملازم نے ہمارا سامان کمرے میں پہنچا دیا، ہمارے پاسپورٹ لے کر چلا گیا۔ ابھی ہم لوگ سامان وغیرہ لگا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ کیمپ کے منیجر صاحب داخل ہوئے۔ بہت محبت سے ملے، عربوں کے انداز میں پیار کیا۔ اور کہا کہ پاسپورٹ میں آپ لوگوں کے نام اور فوٹو دیکھ کر ہم لوگ بہت خوش ہوئے عرصہ کے بعد مسلمان اس جگہ آئے ہیں وغیرہ وغیرہ کہا۔ اور کہا کہ آپ ہمارے خصوصی مہمان رہیں گے۔ کوئی خدمت ہو تو ہم لوگ ہمیشہ تیار ہیں ضرور فرمائیے آپ لوگ اب منہ ہاتھ دھولیں کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ جب سے بس سے اترے ہیں سردی کے مارے برا حال تھا۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ اور اس سے آتی ہوئی بے حد ٹھنڈی ہوائیں کہ رگوں میں خون جم جائے۔ ابھی ہم لوگوں نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اور وہاں پانی ایکدم کھلے میں رکھا ہوا تھا۔ اس ہوا میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا آسان نہیں تھا۔ اس لئے مسجد اور ہوٹل کا پتہ پوچھ لیا، ہمارے اسی کمرے میں ایک اٹالین اسی وقت داخل ہوا تھا (ہر کمرے میں آٹھ بیڈ ہوتے ہیں) میں نے اس سے گفتگو شروع کی تو معذرت آمیز لہجہ میں کہنے لگا کہ میری انگریزی اچھی نہیں ہے اس لئے اگر غلطی کروں تو معاف کریں۔ میں دل میں خوش ہوا کہ ہمارے ہی معیار کا ملا ہے۔ ہمارے ساتھ جتنے لوگ تھے ان سب میں نسبتاً میری انگریزی ٹھیک ہے۔ کبھی کبھی ہم چاروں مل کر کوئی بات اس کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے، پھر بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ خیر باہر جاتے ہوئے وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گیا۔ کیونکہ کھانا وہ بھی نہیں کھایا تھا۔ مسجد وہاں سے تقریباً ایک کیلومیٹر کی دوری پر تھی۔ ہمارا خیال ہوا کہ اس کو ہوٹل میں بٹھا کر ہم نماز پڑھ کر آجائیں گے۔ مگر اس نے کہا کہ میں بھی آپ لوگوں کی نماز دیکھنا چاہتا ہوں — میں نے کہا کہ چلو اچھا ہے۔ اللہ کرے اس کے دل میں بات آجائے اور اللہ اسے ہدایت سے نواز دے۔ جوتا وغیرہ اتار کر بڑے ادب سے بیٹھ گیا۔ ہم لوگ وضو کر کے نماز پڑھنے گئے اور وہ ہم لوگوں کی نقل کر رہا تھا۔ ظہر کا آخر وقت تھا۔ اسی وقت عصر کی اذان ہو گئی اور فوراً نماز شروع ہوئی۔ وہ اٹالین بھی ایک کونے میں کھڑا امام صاحب کی نقل کر رہا تھا۔ مسجد سے نکل کر ہوٹل جاتے ہوئے اس سے تھوڑی بہت بات ہوئی۔ نماز کی اہمیت اس کی سمجھ میں آئی۔ لیکن اسوقت مجھے احساس ہوا کہ انگریزی اگر اچھی ہوتی اور نماز کے اصطلاحی چیزوں کے نام معلوم ہوتے تو آج بہت بڑا کام ہوتا۔ آئندہ کے لئے مجھے سبق مل گیا۔ ہوٹل میں کھانا سستا ہی تھا۔ ابھی ادھر زیادہ لوگوں کا آنا جانا نہیں ہوا۔ اور وہاں کی خود آبادی بھی نہیں ہے، وہاں ایک ہی کھانے کا ہوٹل ہے ایک اور دوکان ہے مختلف اشیاء کی اور ایک پھل اور سبزی کی دوکان ہے۔ بس پورا شہر پہاڑ کے دامن میں پچاس ساٹھ پتھر کے مکان ہیں، کھانا کھا کر ہم لوگ واپس آئے تو ایک صاحب ہم لوگوں کی طرف بڑھے، داڑھیاں ٹوپیاں وغیرہ دیکھ کر بہت محبت سے ملے، پڑھے لکھے لگ رہے تھے۔ وہیں کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہے۔ عربی اچھی بول رہے تھے۔ وہیں کھڑے کھڑے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ وہ جو درہ سا نظر آرہا ہے وہیں حضرت موسیٰ کو توراۃ ملی تھی۔ جس کو وصایا عشرۃ (دس وصیتیں) کہتے ہیں۔ جو تختیوں کی صورت میں تھیں جس کو قرآن میں یوں کہا گیا ہے۔

وکتبنا له فی الالواح من کل شیء (اعراف ۱۴۵)

اس شخص کی باتیں سن کر ہم لوگ قرآنی آیات یاد کرنے لگے اور اس پر غور کرنے لگے ہمارے کیمپ کے پیچھے ایک وادی کی طرف اشارہ کر کے بتلایا کہ یہ وہی وادی ہے جس میں موسیٰ پہلی بار اپنی اہلیہ محترمہ کو لے کر آئے تھے، رات کا وقت تھا سردی شدید تھی دور سے آگ کا ایک شعلہ دیکھ کر کہا تھا کہ تم یہاں ٹھہرو میں آگ دیکھ رہا ہوں۔ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا۔ (القصص ۲۹)

تو یہ وہ وادی ہے جہاں اہلیہ کو چھوڑ کر کوہ طور پر آگ لینے گئے تھے، اس کو آج کل وادی راحتہ کے نام سے یاد کرتے ہیں وہیں سے وہ آگ نظر آئی تھی (جس کا ذکر آگے آئے گا) پھر اس شخص نے کہا کہ چلئے آپ کو کچھ اور چیزیں دکھلاؤں گا۔ ہمارے سفر کا مقصد جبل طور پر چڑھنا تھا جہاں سے حضرت موسیٰ نے رب ذو الجلال سے گفتگو فرمائی تھی اور پہاڑ پر تجلی ربانی کا ظہور ہوا تھا۔ اب تک ہم یہی سمجھتے تھے کہ وہاں بس یہی چیز ہے اور وہ درخت ہے جس سے آگ نظر آئی تھی (برننگ بش) (مولانا ابو الحسن علی ندوی بھی جو ۱۹۶۰ء میں گئے تھے جب کہ وہاں بالکل آبادی نہیں تھی، اور کبھی لوگوں سے صرف اتنا سنا تھا مگر اور کچھ نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد کہا۔ ظاہر ہے آپ لوگوں کو سامری کا قصہ یاد ہوگا جس نے گئوسالہ بنایا تھا۔ جب موسیٰ توراۃ لینے پہاڑ پر گئے تھے تو اس نے وہ گئوسالہ بنوا کر بنو اسرائیل سے اس کی پوجا کروائی تھی۔

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ۔ بقرہ ۵۱

ہم لوگوں نے کہا ہاں! تو اس نے ایک وادی میں لے جا کر کھڑا کر دیا اور ایک اونچی چٹان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ادھر دیکھئے کیا نظر آرہا ہے۔ تو ہم لوگوں نے غور سے دیکھا تو پتھر کا ایک بہت بڑا گائے کا جسم نظر آرہا تھا جو پیروں کے بل بیٹھا ہوا ہے، اس کا منہ کھلا ہوا تھا اسی نے بتایا کہ جب بنو اسرائیل فرعون کے پاس تھے تو وہاں پر سنگ تراشی کا فن سیکھا تھا، اور یہاں آکر جب موسیٰ پہاڑ پر گئے تو سامری نے کہا کہ کوئی چیز ایسی ہونی چاہئے جس پر اپنا دین مرکوز کر کے ہم عبادت کر سکیں۔ پھر اس نے لوگوں کے پاس موجود زیورات لے کر ایک بچھڑا بنایا۔ قرآن میں یہی ہے کہ اس نے اپنی قوم کے زیور کو لے کر ایک بچھڑا بنالیا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا۔ (الاعراف ۱۴۸)

یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سونے کا خول بنا کر اس پتھر پر منڈھ دیا اور یہ بات دل سمجھ میں بھی آتی ہے۔ اسی کے سامنے ایک چٹان پر ایک چھوٹی سی عمارت بنی ہوئی ہے جس کو مقام ہارون کہتے ہیں۔ قرآن اور تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بچھڑا بنا کر عبادت شروع کی اس وقت ہارون نے جنہیں موسیٰ نے قوم کا ذمہ دار بنا کر چھوڑا تھا قوم کو سمجھایا مگر ان لوگوں نے نہ مانا تو وہ مایوس ہو کر سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ اسی جگہ ایک علامت بنی ہوئی ہے، وہی مقام ہارون ہے۔

بنو اسرائیل پر خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک من وسلویٰ بھی ہے وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ (بقرہ ۵۷) ہم نے اس کے بارے میں مختلف روایات پڑھیں۔

:- بقیہ صفحہ ۹ پر :-

عربی بلاغت کے اصول وقواعد پر
اردو زبان میں
محمد عبید اللہ الاسعدی کی تصنیف
تسہیل البلاغۃ
باب اول : فصاحت وبلاغت
باب دوم علم بیان
باب سوم علم معانی
باب چہارم علم بدیع
خاتمہ سرقات
ملنے کا پتہ : مکتبہ احسان لکھنؤ
لکھنؤ، دہلی اور دیوبند کے مکتبات میں دستیاب ہیں
محمد عبید اللہ الاسعدی کی تمام تصانیف
علوم الحدیث
اصول الفقہ
تسہیل اصول الفقہ
مکتبہ رحمانیہ